عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۴ | ۱۸تا۲۵ جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۸تا۱۵ اپریل ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۱۴

حضرت استاد جی کا پیغام

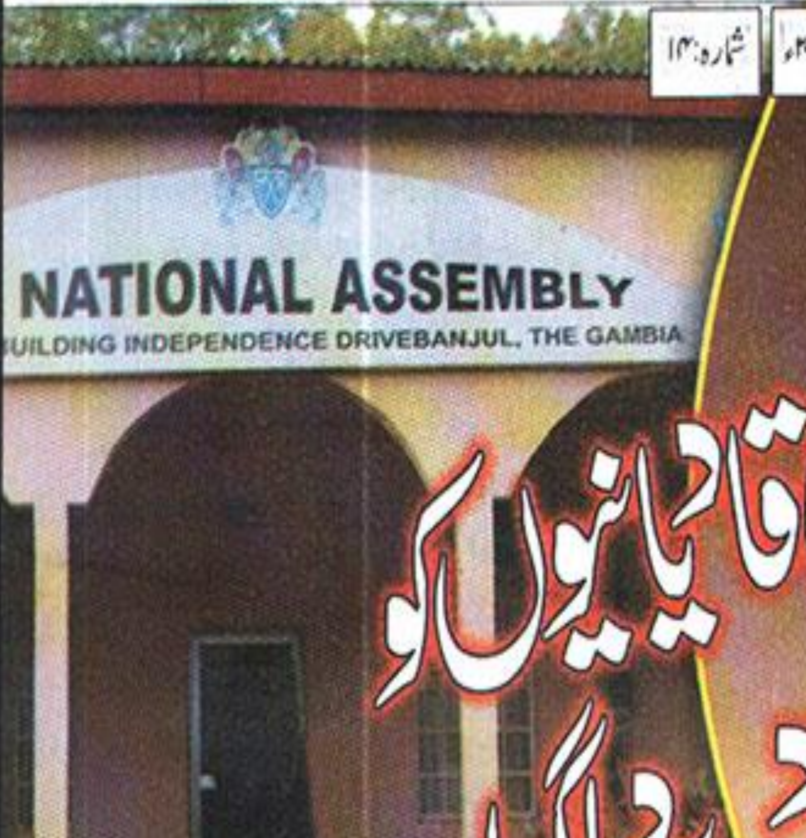

گیمبیا میں بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا

ہدایت
سب سے بڑی ضرورت

عصر حاضر کے سیاسی مسائل کا حل

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

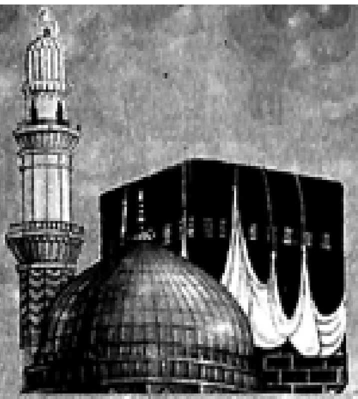

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

ساس اور سسر محرمات ابدیہ ہیں

ابو محمد صہیب مصطفیٰ، کراچی

س:......شوہر کا انتقال ہوجائے تو کیا سسر پھر بھی اس کے لئے محرم ہیں یا نہیں، اسی طرح اگر بیوی کا انتقال ہوجائے تو ساس محرم رہیں گی یا نہیں، اسی طرح اگر میاں بیوی میں طلاق ہوجائے تو کیا ساس اور سسر پھر بھی محرم ہوں گے یا نہیں؟

ج:......ساس اور سسر محرمات ابدیہ میں سے ہیں، یعنی ہمیشہ کے لئے محرم ہیں۔ اس لئے میاں بیوی میں سے کسی کا انتقال ہوجائے یا ان دونوں میں طلاق اور جدائی ہوجائے تب بھی ان کے محرمیت کے رشتہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ وہ پہلے کی طرح ہی محرم ہوں گے۔ ہاں اگر خدانخواستہ عزت کو خطرہ ہو تو احتیاط کرنا لازم ہے۔

مجبوری میں چہرے کی سرجری مرد ڈاکٹر سے کرانا

س:......ایک حادثہ میں مجھے بہت چوٹیں آئیں، چہرہ بھی متاثر ہوا اور چہرے پر بہت سے نشانات آئے، یہ نشانات ختم کرانے کے لئے ڈاکٹروں نے سرجری کا کہا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا عورت کا کسی نامحرم مرد ڈاکٹر سے سرجری کرانا جائز ہے؟ اگر لیڈی ڈاکٹر موجود نہ ہو تو مجبوری کی صورت میں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:......بہتر ہے کہ کسی خاتون ڈاکٹر سے پلاسٹک سرجری کرائی جائے، لیکن اگر چہرے کے نشانات ایسے ہوں کہ چہرہ بدنما معلوم ہوتا ہو شادی اور رشتہ میں رکاوٹ بننے کا باعث ہو تو کسی لیڈی ڈاکٹر کی عدم موجودگی میں توبہ واستغفار کرتے ہوئے مرد ڈاکٹر سے بھی پلاسٹک سرجری کرائی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نماز میں الٹی چادر اوڑھنا

ص-ع-ش، شکارپور

س:......کیا یہ درست ہے کہ اگر کوئی خاتون نماز پڑھ رہی ہو اور اس نے جو چادر اوڑھی ہوئی ہو، اگر وہ الٹی ہو (یعنی اس پر جو ڈیزائن وغیرہ ہو وہ بھی الٹے نظر آرہے ہوں چادر الٹی پہننے کی وجہ سے) تو اس سے نماز نہیں ہوتی ہے؟

ج:......نماز ہوجاتی ہے، مگر بہتر ہے کہ کپڑے کو سلیقہ سے پہنا جائے، کیونکہ آپ بارگاہ الٰہی میں کھڑی ہیں اور جس طرح کسی تقریب میں آپ الٹا کپڑا پہن کر جانے کو عیب سمجھتی ہیں، نماز میں الٹا کپڑا پہننا نماز کی عظمت اور بارگاہ الٰہی کی شان کے خلاف ہے۔

س:......میرے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ میں جب بھی نماز پڑھتی ہوں تو آنکھیں بند کرکے پڑھتی ہوں، اس طرح مجھے سکون بھی ملتا ہے، مزہ بھی آتا ہے، کیا آنکھیں بند کرکے نماز پڑھنے سے نماز کے ثواب میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا؟

ج:......قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے، تاہم اگر ابتداً نماز میں دل لگانے کے لئے کوئی ایسا کرے تو جواز ہے۔

س:......اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو اس کے بدلے کوئی اور دعا یا تین بار "قل ھو اللہ احد" یعنی سورۂ اخلاص پڑھنا ٹھیک ہے؟

ج:...... دعائے قنوت یاد کریں، جب تک یاد نہ ہو کوئی دوسری دعا پڑھ لیا کرے، سورۂ اخلاص نہ پڑھے۔

اپنے نام کے ساتھ صدیقی یا فاروقی لکھنا

محمد آصف، مانسہرہ

س:......جیسا کہ بعض لوگ اپنے نام کے ساتھ صدیقی یا فاروقی وغیرہ لکھتے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے اور کیا ہر شخص کے لئے اپنے نام کے ساتھ اس طرح لکھنا درست ہے؟

ج:......اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں: "عرف عام میں آج کل "صدیقی" اس کو کہتے ہیں جو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں ہو، پس جو شخص ان کی اولاد میں نہ ہو وہ اپنے نام کے ساتھ صدیقی لکھتا ہے تو یہ درست نہیں۔ اس سے دھوکا ہوتا ہے اور نسبت بدلنے والے کے لئے حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے، اس سے پرہیز لازم ہے۔" (فتاویٰ محمودیہ جدید ص:۵۶۵، ج:۱۳)

اور یہی حکم فاروقی یا عثمانی وغیرہ لکھنے کا بھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ — ۱۸تا۲۵ / رجادی الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۸تا۱۵ / اپریل ۲۰۱۵ء — شمارہ:۱۴

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

گیمبیا میں بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا	۴	محمد اعجاز مصطفی
ایک اہم بات	۶	اسامہ بنت قاری عبدالقیوم
حضرت استاذ جی کا پیغام	۷	مفتی خالد محمود
عصر حاضر کے سیاسی مسائل کا حل	۱۰	مولانا ظفر دارک قاسمی
جاوید احمد غامدی.... سیاق وسباق کے آئینہ میں!(۴)	۱۳	مولانا فضل محمد مدظلہ
ہدایت سب سے بڑی ضرورت	۱۷	محمد ضمیر رشیدی
حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی (۲)	۱۹	حافظ عبیداللہ
سالانہ ختم نبوت کانفرنس، سکھر	۲۲	مولانا محمد حسین ناصر
تحریک ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۲۳)	۲۳	مسعود ساحر
دعوتی وتبلیغی اسفار (۵)	۲۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

گیمبیا میں بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

ہر آدمی کو عموماً اور دینی جدوجہد کرنے والوں کو خصوصاً خلوص نیت کے ساتھ ساتھ اس عزم و حوصلے ہمت و جذبے اور قوت واستقامت سے کام کرنا چاہئے کہ آج ہم جو سعی و کوشش کر رہے ہیں، ان شاء اللہ! جلد یا بدیر اس کے اثرات ضرور مرتب ہوں گے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت جس میں تقریباً دس ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا، حکمرانوں کی غفلت، غلط سوچ اور تشددانہ پالیسی کی بنا پر بظاہر وہ تحریک ناکام ہوگئی لیکن اس وقت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ نے فرمایا تھا کہ اس تحریک کی بدولت میں نے مسلمانوں کے دلوں میں ایسا ٹائم بم نصب کر دیا ہے جب اپنے وقت پر پھٹے گا تو ان شاء اللہ! قادیانیت کا کفر مسلمانوں پر روز روشن کی طرح آشکارا ہو جائے گا۔

''قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید'' کے مصداق قادیانیوں کی اپنی شرارت سے جب یہ ٹائم بم ۱۹۷۴ء میں پھٹا تو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، رابطہ عالم اسلامی کی تمام مسلم تنظیموں نے بالاتفاق قادیانیوں کو اسلام کے مخالف گروہ قرار دیا، جنوبی افریقا کی ایک عدالت نے انہیں غیر مسلم قرار دیا اور اب گیمبیا کے علماء اور حکام نے بھی قادیانیوں کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے انہیں اپنے ملک میں مذہبی سرگرمیوں سے منع کر دیا ہے۔ وہاں کے مسلم علماء کرام کی جدوجہد اور قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی مکمل تفصیل حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے اپنے مضمون میں اس طرح لکھی ہے:

''گیمبیا مغربی افریقا کا مسلم اکثریتی ملک ہے۔ ۲۴ رجنوری ۲۰۱۵ء کو گیمبیا کے سرکاری ٹی وی پر ایک رپورٹ نشر ہوئی، جو بعد میں مختلف ویب سائٹس پر بھی اپ لوڈ کی گئی۔ اس رپورٹ کا خلاصہ بمع حوالہ جات ذیل میں آپ ملاحظہ فرمائیں:

''رپورٹ میں بتایا گیا ۱۹۵۰ء سے قادیانی گروہ نے گیمبیا میں الحادی وارتدادی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ گیمبیا کے علماء کرام اور دینی قیادت نے قادیانیوں کے خلاف عظیم خدمات سرانجام دیں اور عوام وخاص پر واضح کیا کہ قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کا اسلام یا مسلم امت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ غیر مسلم گروہ ہے، ان علماء کرام میں سابق امام رتیب بنجول کے امام محمد الامین بہ، گنجور کے شیخ خطاب بوجانگ، سینو کے شیخ کارلانگ کنیحہ، کیانگ کے شیخ محمد الامین فیدرا، گنجور کے شیخ عمر بن جنگ اور تلندنگ کے شیخ جبرائیل مہدی کجابی شامل ہیں (اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے) چنانچہ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ علماء کرام برابر اپنی تبلیغی کوششیں جاری رکھے رہے۔ گیمبیا میں مذہبی امور سے متعلق ملک کا سب سے بڑا ادارہ ''سپریم اسلامک کونسل'' میں قادیانیوں کا مسئلہ پیش ہوا، جس میں حضرات علماء کرام نے اپنا موقف پیش کیا۔

گیمبیا کے مسلمانوں کے رہنما اور سرکاری طور پر اسٹیٹ ہاؤس کے امام حاجی عبدالعلی فاتے نے نومبر ۲۰۱۴ء میں یہ معاملہ اٹھایا تھا کہ قادیانی مسلمانوں سے مختلف عقائد رکھتے ہیں۔ لہٰذا انہیں غیر مسلم قرار دیتے ہوئے ان کی بطور مسلم تبلیغ پر پابندی عائد کی جائے۔ جس پر قادیانیوں نے حاجی عبدالعلی کا مذاق اڑایا کہ ایک سیکولر ملک میں کسی کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ کسی کے مذہب کا فیصلہ کرے۔ یہ معاملہ سپریم اسلامک کونسل میں لے جایا گیا اور سپریم کونسل نے طویل بحث کے بعد جنوری ۲۰۱۵ء کے آخری ہفتے میں اپنا فیصلہ سناتے ہوئے قادیانی جماعت کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ اپنے فیصلے میں کونسل نے پاکستانی علماء کے ۱۹۵۳ء کے اتفاق رائے اور قادیانیوں کے خلاف تحریک ۱۹۷۴ء میں پاکستانی پارلیمنٹ کے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے فیصلے سمیت سعودی حکومت اور جامعہ ازہر مصر کے فیصلوں کا حوالہ دیتے ہوئے قادیانی گروہ کو اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ کونسل کا یہ فیصلہ سرکاری ٹی وی اور سرکاری اخبارات پر نشر اور شائع کیا گیا۔ پوری دنیا کے مسلمانوں نے گیمبیا کے اس خوش کن اور دانشمندانہ فیصلے کا خیر مقدم کیا۔ گیمبیا کی مرکزی

اسلامی کونسل نے جو کہ ملک میں دینی معاملات سے متعلق عمومی سرگرمیوں کا واحد ذمہ دار ادارہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث (الــدیــن النصیحہ) کی بنیاد پر کہا ہے کہ دین ایک نصیحت ہے اور یہ کونسل کی ذمہ داری ہے کہ وہ گیمبیا میں دین اسلام سے متعلق کسی بھی قسم کی غلط فہمی کو مستند حوالہ جات سے دور کرے۔ اس لئے کونسل، عوام الناس بالخصوص مسلم امہ کے سامنے قادیانیت کے متعلق مسلم امہ کا موقف پیش کرتی ہے۔ دنیا بھر کے اسلامی علماء جن میں پاکستان کے علماء کرام بھی شامل ہیں۔ اس بات پر متفق ہیں کہ احمدیہ جماعت مسلمان نہیں۔ درحقیقت ان سب دلائل کے باوجود جو کہ احمدیہ جماعت قرآن اور حدیث سے پیش کرنے کی کوشش کرتی ہے، ان کے عقائد کی بنیاد مندرجہ ذیل غلط ستونوں پر ہے:

''وہ (قادیانی) اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی مسیح موعود ہے۔ (مرزا قادیانی کی ہر کتاب کے ٹائٹل پر یہ دعویٰ لکھا گیا ہے) وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی و رسول تھا۔'' (دافع البلاء، ص:۱۱، ملفوظات، ج:۱۰، ص:۱۲۷، ایک غلطی کا ازالہ) ''قادیانی عقیدہ رکھتے ہیں کہ: ''اللہ عزوجل روزہ رکھتا ہے۔'' (حقیقت الوحی، ص:۱۰۳،) ''اللہ تعالیٰ نماز پڑھتا ہے۔'' (تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا، ص:۱۵۸ طبع سوم) ''اللہ تعالیٰ سوتا ہے جاگتا ہے۔'' (تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا، ص:۶۰۳ طبع سوم) ''اللہ تعالیٰ دستخط کرتا ہے۔'' (حقیقت الوحی، ص:۲۵۵) ''اللہ غلطیاں کرتا ہے۔'' (حقیقت الوحی، ص:۱۰۳) قادیانیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ: ''نبوت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے اور خدا ضرورت کے وقت نبی بھیجتا ہے۔'' (حقیقت الوحی، ص:۳۹۰، ۳۹۱) ''مرزا غلام احمد تمام انبیاء سے افضل ہے۔'' (حقیقت الوحی، ص:۸۹، ۱۰۷) قادیانی کہتے ہیں کہ: ''غلام احمد کے لائے ہوئے قرآن کے علاوہ کوئی قرآن نہیں۔'' (حقیقت الوحی، ص:۸۴، تذکرہ، ص:۶۷۴ طبع سوم) ''مرزا کی تعلیمات کی روشنی کے سوا کوئی حدیث نہیں۔'' (اعجاز احمدی، ص:۳۰) ''قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ جو مرزا کو نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں۔'' (تذکرہ، ص:۶۰۷، طبع سوم) ''قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مسلمانوں سے رشتہ لینا دینا جائز نہیں۔'' (ملائکۃ اللہ، ص:۴۶ از مرزا محمود، کلمۃ الفصل، ص:۱۶۹، سلسلہ احمدیہ، ص:۸۴، ۸۵ از مرزا بشیر احمد ایم اے) ''قادیانی عقیدہ کے مطابق غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، ص:۱۸، حاشیہ) یہی وجہ ہے کہ انہوں نے گیمبیا کے دور دراز کے دیہاتوں میں بہت تفرقہ پیدا کیا ہے۔

احمدیہ جماعت سے متعلق مسلمانوں کا موقف: ''۱۹۵۳ء میں پاکستان کے لوگوں نے احتجاج کیا اور اس بات کا مطالبہ کیا کہ اس وقت کے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان کو فارغ کیا جائے اور قادیانی جماعت کو غیر مسلم اقلیت سمجھا جائے۔'' پاکستان کی قومی کونسل (مرکزی پارلیمنٹ) نے قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد کے ساتھ مباحثہ کیا۔ پارلیمنٹ نے فیصلہ دیا اور قادیانیوں/احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کیا گیا۔ الازہر شریف میں اسلامک ریسرچ اکیڈمی نے اپنے فتویٰ کی تجدید کی کہ احمدیہ کے پیروکار غیر مسلم ہیں اور اس امر کی تصدیق کی اس عقیدہ کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یکم ربیع الاول ۱۳۹۴ھ بمطابق اپریل ۱۹۷۴ء مسلم ورلڈ لیگ کے ہیڈ کوارٹر مکہ میں ایک جنرل کانفرنس منعقد ہوئی اور اس میں دنیا بھر سے بین الاقوامی اسلامی تنظیموں کے نمائندگان اور ملکی سطح کے ممبران نے شرکت کی۔ کانفرنس نے اس گروہ کے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا اعلان کیا اور حکومتوں اور مسلمانوں کو آگاہ کیا کہ وہ اس پیش آنے والے خطرے کے خلاف جدوجہد کریں اور احمدیوں سے کوئی معاملہ نہ رکھیں۔ اس لئے گیمبیا کی مرکزی اسلامی کونسل یہ فیصلہ دیتی ہے کہ احمدیہ جماعت غیر مسلم گروپ ہے اور یہ بات دنیا بھر کی علمی مجالس کے قانونی فیصلہ کے عین مطابق ہے اور یہ اعلان کیا گیا کہ یہ گروہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور مسلمانوں کو تاکید کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے کہ اس گروہ کے ساتھ مذہبی معاملات نہ رکھیں۔ اس پر گیمبیا کے صدر یحییٰ ابوبکر نے اپنے حکم کے ذریعے اس فیصلے کو نافذ کرکے بحث ہی ختم کردی کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور یہ کہ گیمبیا میں وہ خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتے۔ فالحمدللہ! وہ لوگ جو قادیانیوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں وہ غور فرمائیں کہ قادیانی کفر کس طرح پوری دنیا میں ایک حقیقت بن گیا ہے؟ اس سے صرف نظر کرنا حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔'' (روزنامہ اسلام کراچی، ۲۰ مارچ ۲۰۱۵ء)

اللہ تبارک وتعالیٰ تحفظ ختم نبوت کے لئے ہمارے اکابر کی محنتوں کو قبول فرمائے اور انہیں اپنے شایان شان جزائے خیر سے نوازیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

محترمی ومکرمی جناب قاضی احسان احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بچوں کا اسلام کے سالنامے ''ختم نبوت نمبر'' کے بارے میں ایک خط موصول ہے جو بہت ہی عجیب ہے، اگر ہفت روزہ ختم نبوت میں لگالیا جائے تو بہت ہی مناسب رہے گا۔ فقط والسلام

اشتیاق احمد

ایڈیٹر بچوں کا اسلام، بازار لوہاراں، جھنگ صدر

ایک اہم بات

اسماء بنت قاری عبدالقیوم، گوجرانوالہ

ایک ایسی بات آپ تک پہنچانا تھی جس کے لئے اللہ جانتا ہے میرے دل میں نہ شائع کروانے کا لالچ ہے اور نہ ہی کوئی اور غرض، نہ ہی میں ''بچوں کا اسلام'' کے لئے بھیج رہی ہوں، میں صرف آپ تک پہنچانا چاہتی ہوں، باقی آپ کی مرضی پر منحصر ہے مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اس بات کو کافی دن گزر گئے ہیں، کبھی میں خود ہی ارادہ ترک کردیتی ہوں کہ ''بات ہے یہ بڑی، منہ ہے چھوٹا میرا'' اپنا انتہائی سیاہ کار ہونا مجھے شرم دلاتا ہے اور میں خاموش رہنے کا سوچتی ہوں، لیکن کبھی یہ بات ایک ''مقدس امانت'' کی طرح لگتی ہے کہ آپ تک ضرور پہنچائی جائے۔ علاوہ ازیں مسئلہ یہ بھی تھا کہ لکھنے بیٹھوں تو الفاظ ''چھوٹے، چھوٹے'' سے محسوس ہونے لگتے ہیں، بات کچھ یوں ہے کہ میں اپنی شادی کے بعد ''بچوں کا اسلام'' باقاعدگی سے نہیں پڑھ سکی اور روزنامہ ''اسلام'' کو تو دیکھے بھی سال ہوا جارہا تھا، مجھے یونہی کسی نے بتایا کہ بچوں کا اسلام کا سالنامہ ''ختم نبوت نمبر'' ہوگا، لیکن صحیح دن وتاریخ کا علم اسے بھی نہ تھا کہ کب سالنامہ آرہا ہے، ایک دن میں نے خواب دیکھا، میں ایک کمرے میں داخل ہوئی، کمرے میں باادب سی خاموشی ہے، سامنے نہایت سفید بستر پر ہادی عالم نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمارہے ہیں۔ دائیں طرف کچھ دور حضرت مفتی محمد حسن مدظلہ (ہمارے قریبی رشتہ دار ہیں، کسی شمارے کی ''دو باتیں'' میں آپ نے ان کا ذکر کیا تھا) کی والدہ باادب بیٹھی ہیں، سرہانے کی طرف دیوار میں ایک الماری ہے، میں ذرا آگے بڑھ کر الماری کی طرف دیکھنے لگی ایک خاکی رنگ کے بوسیدہ اوراق والی کتاب میں نے اٹھائی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر لکھی گئی ہے، میں بڑے شوق سے خاکی (جیسا کہ بہت پرانی کتابوں کے اوراق خاکی رنگ کے ہوجاتے ہیں) اوراق پلٹ کر کتاب دیکھ رہی ہوں۔ سفید لباس میں ملبوس ایک آدمی نے جو کہ پہلے وہاں نہ تھا، اب بستر کے قریب کھڑا ہے۔ مجھے آہستہ سے کہا سیرت طیبہ پر لکھی گئی یہ کتاب آپ نے پسند فرمائی ہے؟ اس لئے یہاں رکھی ہوئی ہے، میں فرط مسرت سے سرگوشی کے انداز میں بولی: یا اللہ! اپنی سیرت پر لکھی گئی کتاب کو آپ نے خود پسند فرمایا ہے، کون خوش نصیب مصنف ہوگا اس کا؟ اس بات کا ابھی جواب نہ ملا تھا کہ مجھے اسی الماری میں ایک رسالہ نظر آیا جس پر بڑے خوبصورت انداز میں ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' لکھا تھا۔ میں نے اٹھانا چاہا، لیکن اس آدمی نے ان الفاظ کے ساتھ مجھے منع کردیا: یہ رسالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے اسی لئے یہاں رکھا ہے، آپ کو ایسا باہر سے مل سکتا ہے جاکر لے سکتی ہیں، میں کمرے سے باہر آگئی باہر عجیب سا منظر تھا، میرے دل کی حالت کچھ اور تھی رقت قلب کے ساتھ میں نے باآواز بلند درود شریف پڑھا، دل اس شدت سے بھر آیا کہ میں باآواز بلند زاروقطار روتی ہوئی مذکورہ حدیث: ''قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' پڑھ رہی تھی، پھر میں نے دیکھا ایک جماعت کی شکل میں بہت سارے لوگ یہی حدیث دہرارہے تھے۔ میری آنکھ کھل گئی، یہ خواب دیکھنے میں بہت چھوٹا سا تھا، لیکن تحریر کرنے میں، ان مناظر کو بیان کرنے میں الفاظ کافی استعمال ہوگئے ہیں، لیکن پھر بھی میں یہ کمی محسوس کررہی ہوں کہ اس کیفیت کو مکمل طور پر بیان نہیں کرپائی۔ اٹھ کر میں حیران سی رہی، شام کو معلوم ہوا کہ آج ختم نبوت نمبر آیا ہے، پھر اس کو کتنے ہی دن گزر گئے، میرے شوہر نے کافی کوشش کی لیکن ختم نبوت نمبر نہ مل سکا۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد ایک روز میری خالہ نے مجھے ختم نبوت نمبر بھیجا تو ٹائٹل دیکھ کر میں حیران رہ گئی اسی انداز میں حدیث مبارکہ......

یہ تو وہی تھا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند فرمودہ کتاب کے ساتھ رکھا تھا فللّٰہ الحمد .....

آج کل تو آپ صحابہ کرامؓ نمبر کی تیاری کررہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

حضرت استاذ جیؒ کا پیغام

گل بہاراں میں منعقدہ پروگرام میں حضرت مفتی صاحب نے بھی استاذ جیؒ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا

خطاب: مولانا مفتی خالد محمود
ضبط و ترتیب: مولانا محمد قاسم

آج کی ہماری یہ نشست استاذ العلما حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب نوراللہ مرقدہ کی یاد میں منعقد کی گئی ہے اور اس مجلس کے اغراض و مقاصد پر تفصیل سے مفتی سلمان صاحب روشنی ڈال چکے ہیں۔ میں دو تین باتیں آپ کے سامنے بیان کرکے اجازت چاہوں گا۔

ہم نے ایک زمانے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ کی وفات پر ''ماہنامہ اقراڈائجسٹ'' کا ایک خاص شمارہ ''قطب الاقطاب نمبر'' شائع کیا تھا، اس پر ہمارے شیخ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے دو صفحے کا ایک مضمون ہماری خواہش پر جلدی جلدی تحریر فرمایا تھا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے یہ اکابر اپنی زندگی گزار کر اس دنیا سے چلے گئے اور اللہ کی بارگاہ میں پہنچ گئے، لیکن جس طرح سے انہوں نے زندگی گزاری اس کو سامنے رکھ کر ہم یہ یقین رکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ اچھا ہی معاملہ کیا ہوگا۔ ہمارے یہ اکابر اب ہماری کسی تعریف، توصیف، مدح کے محتاج نہیں ہیں اور اگر کوئی ان کی تعریف نہ کرے تو ان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، لیکن ہم ان کا تذکرہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ جب صالحین کا تذکرہ ہوتا ہے تو اللہ کی رحمت وہاں پر نازل ہوتی ہے، تو ہم اپنے ان اکابر کا تذکرہ اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

دوسرا اور اصل مقصد یہ ہے کہ ان کی زندگی، ان کی خدمات کا تذکرہ کرنے کا کہ جس طرح سے انہوں نے زندگی گزاری ہے ان کے ماننے والے، ان کے شاگرد، ان کی روحانی اولاد، اب ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی زندگی سے سبق حاصل کریں اور ان کے نقش پا سے اپنا راستہ ڈھونڈیں، ہم نے ان کو آگے بڑھانا ہے، ان کو چھوڑنا نہیں ہے اور یہی بات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر کہی تھی۔ جب صحابہ کرام کا صدمہ سے بُرا حال تھا، خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار نکال لی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہی فرمایا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے وہ چلے گئے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو وہ یقین کرلے کہ وہ وفات پاچکے ہیں، لیکن جو اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ حی قیوم ہے، مطلب یہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس مقصد کے لئے آئے تھے، ہم نے اس کو کرنا ہے۔

ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحبؒ ان کی زندگی اور ان کی موت دونوں ہی ہمارے لئے سبق ہیں کہ انہوں نے مرتے مرتے بھی سبق دیا کہ اگر تم علم کی خدمت کرتے ہوئے، حدیث پڑھتے پڑھاتے ہوئے اور دین کی خدمت کرتے ہوئے زندگی گزارو گے تو اللہ تعالیٰ موت کا مرحلہ جو ایک سخت اور دشوار ترین مرحلہ ہے وہ بھی آسان کردے گا تو اس طرح سے موت آتی ہے کہ کسی کو یقین بھی نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے زندگی بھر استاذ جیؒ سے اپنے علم کی خدمت لی۔ استاذ جیؒ بنیادی طور پر علمی و تدریسی آدمی تھے اور زندگی بھر پڑھا پڑھایا۔ پاکستان جب آئے تو مڈل پاس کرکے آئے تھے، خود ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میرے والدین کی خواہش نہیں تھی کہ میں دین پڑھوں اور ہمارے خاندان میں اس کا رواج بھی نہیں تھا، یہ میرا اپنا شوق تھا تو میں نے دین پڑھنا شروع کردیا، ہاں! یہ بات ہے کہ میرے والدین نے میری مخالفت نہیں کی، دین پڑھنے دیا تو اس طرح سے دین پڑھا ہے اور جس دن سے فارغ ہوئے اس کے بعد سے ساری زندگی تدریس کی ہے۔ پچپن سال تو حدیث پڑھائی ہے، یہ ایک بہت بڑا درجہ ہے۔

جن حضرات نے استاذ جی کا آخری دیدار کیا (ہمیں بھی اس کی سعادت ملی) وہ جانتے ہیں کہ دن کے کوئی پونے دو بجے کے قریب استاذ جیؒ کا انتقال ہوا ہے اور پورا دن اور رات گزار کے دوسرے دن صبح کو کوئی تقریباً نو بجے کے قریب، اتنا وقت گزرنے کے بعد بھی استاذ جی کا چہرہ والحمدللہ! بڑا تر و تازہ تھا اور اس حدیث کا مصداق:

''نضر اللّٰہ عبداً سمع مقالتی
فحفظھا ووعاھا واداھا۔''
(مشکوٰۃ کتاب العلم ص:۳۵)

حدیث جو پڑھے پڑھائے اور حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے مشغلہ رکھے زندگی بھر، اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ تر و تازہ رکھتے ہیں۔ اس کا اثر مرنے کے بعد بھی نظر آیا ہے۔ ہمارے اکابر کی شان رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ انہیں حُسن خاتمہ نصیب فرمایا ہے اور اصل چیز یہی ہے۔ زندگی تو گزر جاتی ہے، اچھے آدمی کی بھی، بُرے آدمی کی بھی، لیکن خاتمہ اچھا ہو جائے اصل کامیابی یہی ہے۔

استاذ جیؒ آخر وقت تک ہمیشہ مطالعہ میں مصروف رہتے تھے، کبھی کوئی نئی کتاب آتی تو فوراً ہی اس کو دیکھ لیا کرتے تھے، اس کی فہرست، اس کے کچھ اوراق کی ورق گردانی کر کے کہ اس کا موضوع کیا ہے! اور اگر وہ دلچسپی کی چیز ہوتی تو اس کو پورا مطالعہ کرتے تھے۔ ہم نے کبھی کوئی کتاب پیش کی، دوسرے دن پوچھا، کہا کہ میں نے آدھی سے زیادہ کتاب پڑھ لی ہے رات کو ہی۔ آخر وقت تک یہ معمول رہا مطالعہ کا، کبھی فرماتے تھے کہ سبق بغیر مطالعے کے نہیں پڑھایا، حالانکہ ایک آدمی جو اتنے عرصے سے سبق پڑھا رہا ہو اس کو تو کتابیں ویسے ہی یاد ہو جاتی ہیں۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے استاذ جیؒ کو اتنا اچھا حافظہ دیا تھا کہ بہت پرانی پرانی باتیں بھی یاد تھیں اور یہ حافظہ، یہ صرف اس لئے نہیں کہ استاذ جیؒ نے زندگی صرف علم حاصل کرنے میں گزاری بلکہ کوشش کی ہے کہ اس علم کے مطابق عمل بھی کریں اور تقویٰ کی زندگی گزاری ہے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت حافظہ بھی دیا تھا، آپ کے علم میں برکت بھی عطا فرمائی تھی اور آپ کے علم میں نور بھی عطا فرمایا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے اپنی آپ بیتی میں لکھا ہے کہ ان کے والد صاحب نے ان کی زیادہ تر تعلیم و تربیت خود کی، ان کو پڑھانے کے لئے ایک خاص قسم کا طریقہ اختیار کیا تھا اور بڑی محنت کی تھی، سختیاں بھی بڑی جھیلیں، فرمایا: جب حدیث شریف پڑھنے کا وقت آیا تو مجھے اوپر اپنے کمرے میں بلایا، دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد والد صاحب نے دعا مانگنی شروع کر دی، میں پیچھے بیٹھا تھا میں نے بھی ہاتھ اٹھائے، والد صاحب نے تو معلوم نہیں کیا دعا کی مگر میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا:

"اے اللہ! بڑی دیر سے حدیث شروع ہو رہی ہے تو اب زندگی بھر اس حدیث سے تعلق جوڑے رکھ۔"

استاذ جیؒ کا بھی تقریباً یہی حال تھا، فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس حدیث پڑھنے پڑھانے سے آخر وقت تک وابستہ رکھے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے محروم نہ فرمائے۔ استاذ جیؒ کا صبح فجر کے بعد معمول تھا کہ سبق پڑھایا کرتے تھے۔ سبق پڑھانے کے بعد پھر ناشتہ کا وقفہ ہوتا تھا۔ آپ بھی چلے جاتے تھے اپنے کمرے میں ناشتہ کرتے تھے، تھوڑی دیر آرام کرتے تھے۔ دس بجے دوبارہ سبق پڑھاتے تھے، اس دن بھی دونوں سبق پڑھائے۔ فجر کے بعد بھی اور دس بجے کا سبق بھی پڑھایا اور اس دن چونکہ ایک جنازے میں بھی جانا تھا اور ملتان وفاق المدارس کے اجلاس میں بھی شریک ہونا تھا تو کہا کہ "آج حدیث ذرا لمبی ہے، عبارت میں خود پڑھ لیتا ہوں" ورنہ عموماً طلبا پڑھتے تھے، تو اس دن عبارت بھی خود پڑھی اور جنازہ آیا، جنازہ پڑھایا اور ملتان چلے گئے۔ حدیث پڑھا کر گھر سے نکلے اور وہاں جو درس دیا ہے، پندرہ منٹ تقریر کی ہے، اس میں بھی ایک حدیث سنائی اور اس حدیث کی تشریح کی تو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح قرآن سے، حدیث سے، علم سے وابستہ رکھا۔

استاذ جیؒ خود تو بڑے عالم تھے ہی، اس کے ساتھ ساتھ استاذ گر بھی تھے۔ باقاعدہ تربیت کرتے تھے اپنے شاگردوں کی اور پھر اس کے بعد جب وہ فارغ ہو جاتے تو مسلسل ان کی نگرانی اور سرپرستی کرتے تھے، پنجاب کا ہر مدرسہ استاذ جیؒ کی سرپرستی میں چلتا، کبھی کوئی ان کو مسئلہ پیش آیا، فوراً استاذ جیؒ کی خدمت میں پہنچتے تھے، اپنی پریشانی بتائی اور استاذ جیؒ ایسا صائب مشورہ دیتے تھے کہ مسئلہ حل ہو جاتا تھا۔

ایک اور بات جو استاذ جیؒ کی زندگی میں ہمیں نظر آتی ہے، وہ یہ کہ استاذ جیؒ جتنے بڑے عالم تھے وہ اپنے علم اور اپنی تحقیق کی روشنی میں اپنی رائے قائم کرنا چاہیں، ان کا حق بنتا تھا کیونکہ ان کے پاس دلائل تھے، قرآن و حدیث کا علم تھا، لیکن ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ بھئی ہم تو اپنے اکابر کو دیکھتے ہیں اور اپنے اکابر کا جو نظریہ، جو عقیدہ، جو طرز عمل ہے، ہم اس سے اِدھر اُدھر ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، یہ بڑے بڑے علماء جنہوں نے تصنیف و تالیف بلکہ تدریس میں زندگی گزاری ہے، ان حضرات سے ہمیشہ یہی سنا ہے کہ جو ہمارے اکابر کا طریقہ ہے، ہم اس کے مقلد ہیں، ہم ان کے راستے پر چلتے ہیں اور ہم اپنے اکابر سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں۔

استاذ جیؒ نے ایک حج کے موقع پر فرمایا:

"حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو میں معیار سمجھتا ہوں مسلک دیوبند میں کہ جو ان کے عقائد ہیں، جو ان کے افکار و نظریات ہیں، جو ان کا طریقہ ہے بس میں تو اس کا پابند ہوں اور ایک مرتبہ یہ فرمایا کہ میں تو درود شریف بھی وہ پڑھتا ہوں جو حضرت مولانا گنگوہیؒ اپنے مریدوں کو بتایا کرتے تھے، میں تو بس وہی پڑھتا ہوں، ان کی اتباع، ان کی محبت اور عقیدت میں۔"

ہمارے اکابر نے اتنا علم حاصل کرنے کے باوجود اور تحقیق کے درجے پر پہنچنے کے باوجود بھی اپنے اکابر کا دامن نہیں چھوڑا تو ہم کیا ہیں کہ ہم اپنی

رائے قائم کریں اور ہم اپنے ان اکابر پر اعتماد نہ کریں؟؟؟

استاذ جیؒ نے ہمیشہ گمنامی میں زندگی گزاری ہے۔ ان کے شاگرد تو استاذ جی کو جانتے ہیں۔ عوامی آدمی نہیں تھے، کبھی ہم کہتے کسی مجمع میں کہ آپ بیان کریں تو استاذ جیؒ کو سوچنا پڑتا تھا اور منع کر دیا کرتے تھے اور عہدہ قبول کرنا، یہ تو تھا ہی نہیں مزاج میں۔ وفاق المدارس سے شروع دن سے وابستہ رہے، لیکن کبھی عہدہ قبول نہیں کیا، لیکن جب مسئلہ اٹھا حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت کا تو مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب نے خصوصاً جب استاذ جی کی خدمت میں یہ بات رکھی کہ ہمارے ذہن میں یہ ہے کہ ہم آپ کو اپنا امیر بنائیں، فیصلہ تو شوریٰ کرے گی، لیکن ہم آپ کا نام پیش کرنا چاہتے ہیں تو استاذ جی نے منع کر دیا تھا کہ ''عہدہ وغیرہ میں قبول نہیں کرتا ہوں، ختم نبوت کا میں خادم ہوں، اس سے پہلے بھی میں شوریٰ کے اجلاس میں آتا رہا ہوں، میں ختم نبوت کی خدمت کروں گا، لیکن عہدہ نہیں۔'' مولانا عزیز الرحمن صاحب نے یہ جملہ کہا کہ: ''حضرت! آپ کو کیا فکر ہے؟ آپ تو یہ عہدہ طلب نہیں کر رہے اور جو بغیر طلب کے پیش کیا جائے وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے تو پھر اللہ کی مدد بھی آتی ہے، تو آپ اس کو قبول کر لیجئے اور اس میں خیر ہوگی'' تو استاذ جی خاموش ہو گئے، چنانچہ شوریٰ نے آپ کو امیر منتخب کر لیا۔

اس معاملہ میں استاذ جیؒ ہی نہیں بلکہ پہلے امرائے مجلس کا بھی یہی حال تھا۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو جب امیر بنایا جا رہا تھا تو حضرت نے بھی منع کیا تھا تو اس وقت سب مبلغین ختم نبوت نے روتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت! ہم یتیم ہو چکے ہیں، آپ ہمارے سر پر سرپرستی کا ہاتھ رکھیں۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ تو اس مجلس میں ہی نہیں تھے کہ جس میں ان کو امیر منتخب کیا گیا اور یہی حال ہمارے موجودہ امیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب کا ہے۔ میں اس وقت شوریٰ کے اجلاس میں موجود تھا، جب آپ سے درخواست کی گئی تو آپ نے بار بار منع کیا کہ: ''بھئی کسی اور کو امیر بناؤ، میں اس قابل نہیں ہوں۔ ہاں! میں ختم نبوت کا خادم ہوں اور میں اس سے وابستہ رہوں گا، خدمت کرتا رہوں گا۔'' لیکن سب حضرات نے عرض کیا کہ اس وقت ہم خود یتیمی کی حالت میں ہیں اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی یاد تازہ کرتے ہوئے، آپ ہمارے سروں پر ہاتھ رکھیں تو حضرت ڈاکٹر صاحب نے مجبوراً اس کو قبول کیا اور پھر حضرت ڈاکٹر صاحب پر گریہ طاری ہو گیا اور دیر تک روتے رہے اور بار بار ہم سے یہ کہتے تھے کہ میں یہ ذمہ داری کیسے سنبھالوں گا؟

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ اپنے آپ کو ختم نبوت کا خادم کہتے تھے اور زندگی بھر ختم نبوت کے لئے کام کرتے رہے، ہمیشہ شوریٰ کے ممبر رہے، بلکہ ان سے پہلے جو نائب امیر تھے: سید نفیس شاہ صاحبؒ، ان کا ترجمان آپ کو مقرر کیا گیا تھا کہ آپ حضرت شاہ صاحبؒ کے ترجمان ہیں، تو حضرت جہاں کہیں بھی ختم نبوت کا کام ہوتا تھا، پہنچتے تھے۔ آخری عمر میں بھی بڑھاپا، ضعف، عوارض، بیماریاں... لیکن پنجاب کی تو شاید ہی ختم نبوت کی کوئی کانفرنس ایسی ہوئی ہو جس میں استاذ جیؒ تشریف نہ لے جاتے ہوں۔

آج سے تین سال پہلے جب آپ کو مجلس کا امیر بنا دیا گیا تو اس کے بعد برمنگھم (انگلینڈ) میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں استاذ جیؒ بھی تشریف لے گئے، بہت سارے علماء کے بیانات ہوئے۔ آخر میں استاذ جیؒ نے پندرہ منٹ بات کی تو یہی فرمایا کہ ختم نبوت کے موضوع پر بہت بات ہو چکی ہے اور اس مسئلے کو اچھی طرح سے علماء کرام نے، مقررین نے واضح کر دیا، میں ایک بات کہتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

''میرے بعد تیس جھوٹے آئیں گے اور ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔''

یہ حدیث بیان کی اور اس کے بعد کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا علاج کیا بتایا؟ ایک جملہ ارشاد فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی علاج بتایا کہ جو لوگ اس طرح کے دعویدار ہوں، ان کے سامنے ڈٹ کر یہ بات کہی جائے کہ سن لو: ''لا نبی بعدی'' کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ تو یہ عقیدہ جو ختم نبوت کا عقیدہ کہلاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اس کو اپنے دل و دماغ میں بٹھاؤ، اپنے ایک ایک بچے کو یہ بات یاد کراؤ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اپنے گھر کے ایک ایک فرد کو، ایک ایک عورت کو، اس کے ذہن میں یہ بات بٹھاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا، یہ بات اگر آپ نے بٹھادی اپنے بچوں کے دل و دماغ میں، اپنی عورتوں کے دل و دماغ میں اور اپنے دماغ میں تو کوئی ان کو نبوت کے حوالے سے گمراہ نہیں کر سکے گا، تو یہی میری آپ سے درخواست ہے اور یہی استاذ جیؒ کا پیغام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اکابر کے نقش قدم پر چلائے اور ان کی زندگیوں سے ہمیں راستہ ڈھونڈنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

عصرِ حاضر کے سیاسی مسائل کا حل

مولانا ظفر دارک قاسمی

پوری انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے جو بہترین نظام زندگی اس آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر قیامت تک کے لئے ہوسکتا تھا، وہ اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء کے ذریعے اپنی کامل اور اکمل ترین شکل میں دے دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے بعد عمر بھر جس لگن اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرض کو پورا کر کے انسانیت کو پستی سے نکال کر رفعت تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیا، اس کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثالی طرز حکمرانی، جس نے داخلی و خارجی سطح پر بکھرے یثرب کو دنیا کی بہترین اسلامی فلاحی ریاست مدینہ میں تبدیل کر دیا، اس کی جھلک ہمہ وقت ہمارے سامنے ہونی چاہئے، تاکہ ان مشکل ترین حالات میں ہم اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اپنے مسائل حل کر سکیں۔ زیر نظر مضمون میں ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے اُن پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے، جو ایک اسلامی، فلاحی ریاست کے قیام میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ جب بھی کوئی نیا نظام نافذ کرنا ہوتا ہے تو اس کے لئے پہلے ایک ایسی ٹیم تیار کی جاتی ہے جو نہ صرف اس نئے نظام کی جزئیات سے آگاہ ہو، بلکہ اس پر غیر متزلزل یقین بھی رکھتی ہو۔ اسی بنیادی اصول کے پیش نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل عرصہ مکہ میں اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے گزارا۔ آپ کی انتھک کوششوں کی وجہ سے اچھا خاصا طبقہ مسلمان ہوگیا، مگر ابھی ایک ضرورت باقی تھی یعنی ایسا خطۂ زمین جہاں کی آبادی مکمل طور پر یا اکثریت اس نظام کے قبول کرنے پر تیار ہو، اس لئے مکہ میں اکثریت غیر مسلموں کی تھی، ایسی حالت میں اسلامی نظام قانون کا نفاذ بے اثر ہوکر رہ جاتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد فوری طور پر مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی، دوسرے لفظوں میں ریاست کے لئے سیکریٹریٹ قائم کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ معاشرے کے معاشی مسائل کے حل کو اولیت دی گئی۔ ایک طرف ریاست میں ہنگامی حالت تھی تو دوسری طرف انصار مدینہ تھے جن میں متوسط بھی تھے اور کافی مالدار بھی۔ ہمارے ہاں بھی ایک طبقہ معاشی ظلم کی وجہ سے بدحالی کا شکار ہے اور دوسرا طبقہ کافی متمول ہے۔ ایسی حالت میں محسن انسانیت نے یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ ایک ٹیم موجود تھی جو اسلامی فلاحی نظام پر پختہ یقین رکھتی تھی۔ اس ٹیم میں شامل لوگوں نے ایک دوسرے کے لئے قربانیاں دیں اور اس طرح دو طبقوں میں جو غیر معقول معاشی فرق تھا وہ ختم ہوگیا۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ان دنوں مدینہ منورہ کی معیشت کا سارا انحصار یہودیوں کے سودی کاروبار پر تھا، مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین سے یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی یہودیوں سے سود پر قرض لے کر اپنا کاروبار شروع کردو، کیونکہ اس طرح معاشی انصاف پر مبنی معاشرے کی تشکیل ناممکن تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ سے فرمایا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرو اور پھر قرض حسنہ کا نظام رائج فرمایا اور جب معاشرے کے افراد عملاً باہمی تعاون کے ذریعے بلا سود قرضوں پر معیشت کو قائم کرنے میں لگ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کو مکمل طور پر حرام قرار دے کر اس لعنت کو ختم کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی بھرپور مصروفیت کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ انتہائی مشکل اوقات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خداداد بصیرت سے سلامتی کی راہیں نکالیں۔ مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت کے سے مختلف ہوگئی تھی، کیونکہ مکہ میں مسلمان ایک مختصر اقلیت کے طور پر رہ رہے تھے، جبکہ یہاں انہیں اکثریت حاصل تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہریت کی اسلامی تنظیم کا آغاز کیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتظم ریاست کا درجہ حاصل ہوگیا، اس میں شک نہیں کہ مکی زندگی کے مقابلے میں یہ بڑی کامیابی تھی لیکن پُرسکون معاشرے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی تھا۔

مواخات کے طرز عمل نے مسلم معاشرے کو استحکام بخشا اور اسے ہر جارحیت کے خلاف مجتمع ہوکر لڑنے میں مدد دی۔ جن لوگوں میں مواخات قائم کی گئی تھی، ان کے متعلق دلچسپ اور حیرت انگیز تفصیلات کتب سیرت میں موجود ہیں۔ رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے درمیان مواخات قائم ہوجانے سے اطمینان حاصل ہوگیا۔ منافقین نے مہاجرین وانصار کے درمیان منافرت پھیلانے کی ہر ممکن کوشش کی، مگر مواخات نے ان کی چالیں ناکام بنادیں، اب ضرورت اس بات کی تھی کہ اہل مدینہ کو بیرونی خطرات سے بچانے کے لئے مسلم اور غیر مسلم کسی خاص نکتے پر متفق ہوتے، اہل مدینہ کے باہمی اختلافات کو بھی ہوا نہ ملتی اور مدینہ کے باہر کے لوگ بھی مدینہ منورہ پر حملے کی جرأت نہ کرتے۔ انہیں اغراض ومقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے چندہی ماہ بعد ایک دستاویز مرتب فرمائی، جسے اسی دستاویز میں کتاب اور صحیفہ کے نام سے یاد کیا گیا۔ اس دستاویز کو متعلقہ اشخاص سے گفت وشنید کے بعد لکھا گیا۔

دستاویز کے ذریعے شہر مدینہ کو پہلی مرتبہ ”شہری مملکت“ قرار دینا اور اس کے انتظام کا دستور مرتب کرنا تھا۔ اس معاہدے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی شہری ریاست کو ایک مستحکم نظام عطا کیا اور اس کے لئے خارجی خطرات سے نمٹنے کی بنیاد قائم کی۔ اس دستاویز نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک منتظم اعلیٰ کی حیثیت سے پیش کیا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست کامیابی تھی۔ دستاویز میں ایک بار لفظ ”دین“ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس لفظ میں بیک وقت مذہب اور حکومت دونوں کا مفہوم پایا جاتا ہے اور یہ ایک ایسا اہم امر ہے کہ اس کو پیش نظر رکھے بغیر مذہب اسلام اور سیاسیات اسلام کو اچھی طرح نہیں سمجھا جاسکتا۔

یہ تحریری معاہدہ ہے جس کی رو سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسا معاشرتی ضابطہ قائم کیا، جس سے شرکائے معاہدہ میں سے ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدے کی آزادی کا حق حاصل ہوا۔ اس سے انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی، اموال کے تحفظ کی ضمانت مل گئی۔ ارتکاب جرم پر گرفت اور مواخذے نے دباؤ ڈالا اور معاہدین کی یہ بستی اس میں رہنے والوں کے لئے امن کا گہوارا بن گئی۔ غور فرمائیے کہ سیاسی اور مذہبی زندگی کو ارتقاء کا کتنا بلند مرتبہ حاصل ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سیاست اور مدنیت (دونوں) پر دستِ استبداد مسلط تھا اور دنیا فساد وظلم کا مرکز بنی ہوئی تھی۔

یہ معاہدہ اسلامی ریاست کی بنیاد تھا، یہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نیا رخ اختیار کرتی ہے۔ اب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تدبر و فراست کے تمام پہلو ایک ایسے مرکز کے قیام کے لئے تھے جہاں سے دعوت اسلام موثر طریق سے دی جاسکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سابقہ کوششیں ایک مدبر کی تھیں، لیکن اب آپ منتظم ریاست کے طور پر سامنے آرہے ہیں، لہٰذا آپ کے تدبر کا مطالعہ اسی زاویے سے کرنا ہوگا۔

سب سے پہلی بات تو یہ ذہن نشین ہونی چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ایک اہم مقصد صالح معاشرے کا قیام تھا اور اس کے لئے حکومت کا ہونا ناگزیر تھا۔ آپ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے کہ: ”اے اللہ! اقتدار کے ذریعے اسلام کی مدد فرما۔“ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی، اب ایک اسلامی ریاست کے قیام کی حرکت تیز ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دینی حکومت تھی اور اس کا مقصد دعوت دین، اصلاح اخلاق اور تزکیہ نفس تھا۔ قرآن پاک نے اسلامی ریاست کا مقصد متعین کردیا ہے:

ترجمہ: ”یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخش دیں تو یہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے روکیں گے اور سب کاموں کا انجام اللہ کے حکم میں ہے۔“ (الحج:۴۱)

یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے طریق کار کو متعین کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کا مقصود رضائے الٰہی کا حصول اور عوامی بہبود تھا۔ اس حکومت کی بنیاد خاندانی عصبیت اور نسلی شعور کی جگہ دینی وحدت پر قائم تھی۔ اس انوکھی اور اپنی نوعیت کی منفرد ریاست کے منتظم کا انداز بھی عام حکمرانوں سے یکسر مختلف تھا۔ منتظم ریاست کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تدبر کی بے شمار مثالیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عظمت کا پتا دیتی ہیں۔

معاشی انصاف قائم کرنے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ اور اس کے نواحی علاقوں پر مشتمل خطے کو ایک وحدت قرار دیا۔ اس وحدت میں بسنے والے غیر مسلموں کے ساتھ معاہدہ فرمایا۔ ان غیر مسلموں کو مکمل شہری حیثیت دی گئی۔ امور داخلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی توجہ استحکام امن اور اخلاقی تربیت کی طرف رکھی۔ شہری ریاست کو اندرونی خلفشار سے بچانے اور استحکام بخشنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل تدابیر اختیار کیں۔

مواخات اور میثاق مدینہ کے علاوہ قریبی قبائل سے معاہدے کئے۔ اس طرح مدینے کے گرد و نواح میں دوستوں کا اضافہ ہوا اور مخالفتوں میں مسلسل کمی ہوتی چلی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تدبیر اختیار فرمائی کہ عرب میں جو شخص، خاندان یا قبیلہ مسلمان ہوتو وہ ہجرت کرکے مدینہ یا مضافات میں آ بسے تاکہ آبادی بڑھنے سے فوجی و سیاسی پوزیشن مضبوط ہو۔ اس طرز عمل کا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمان فوج کے لئے مخلص رضا کاروں میں روز افزوں اضافہ ہوا اور نو مسلموں کے لئے تعلیم وتربیت کا انتظام ہوا۔

خارجہ پالیسی کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امن عامہ اور بین الاقوامی اتحاد کو بنیاد بنایا۔

اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی جغرافیائی حدود میں وسعت اور جنگ وجدل پر مبنی نہیں ہوتی۔ اگر ایسا ہوتا تو حدیبیہ کے مقام پر صلح کا معاہدہ طے نہ ہو پاتا۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس وقت مسلمان کمزور تھے اور غیر مسلموں کی قوت سے خوفزدہ تھے، کیونکہ صحابہ کرامؓ نے تو جانیں قربان کردینے کی قسمیں کھائی تھیں، مگر ہادی کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کی تمام شرائط مان کر صلح کرلینا ہی بہتر سمجھا۔

اسلام کی خارجہ پالیسی کا اصول یہ ہے کہ باوقار زندگی کیلئے پُرامن جدوجہد جاری رکھی جائے۔ اگر کوئی شرپسند اس راہ میں حائل ہو تو اس حد تک اس کے خلاف کارروائی کی جائے جس حد تک اس کی ضرورت ہو، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اقوام کے ساتھ دوستی کے معاہدے کئے جو قومیں غیر جانبدار رہنا پسند کرتی تھیں، ان کی غیر جانبداری کا احترام کیا۔

اسلامی ریاست میں نظام تعلیم کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل ہی حضرت مصعب بن عمیرؓ کو معلم بنا کر مدینہ بھیج دیا تھا اور ہجرت کے بعد مسجد نبوی کو باقاعدہ درسگاہ کا درجہ حاصل ہوگیا۔ طلبا کے لئے چبوترا ڈالا گیا جس کو ''صفہ'' کہا گیا۔ یہاں یہ طلبا قیام کرتے تھے۔ عرب میں چونکہ لکھنے کا رواج نہیں تھا، اس لئے مسجد نبوی ہی میں عبداللہ بن سعید بن العاص اور عبادہ بن صامت کو لکھنا سکھانے پر مامور کیا گیا۔ بعض صحابہ کرامؓ کو مختلف زبانیں سکھائی گئیں اور فنون جنگ کی تعلیم بھی ہر جوان کے لئے ضروری قرار دی گئی۔ خواتین گھریلو صنعتوں کے ساتھ علاج معالجے کا انتظام بھی کرتی تھیں، حتیٰ کہ ایک صحابیہؓ نے مسجد نبوی ہی میں خیمہ لگا دیا تھا، جہاں زخمیوں کی مرہم پٹی کی جاتی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں عام تقسیم کے مطابق دینی و دنیاوی دونوں حیثیتیں جامع طور پر موجود تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت اساسی طور پر دینی تھی، اس لئے آپ کی سیاست بھی دینی تھی۔ انتظام سلطنت کے بعض امور وہ تھے جن کا تعلق وحی اور الہام سے ہوتا، اس میں آپ کو کسی مشورے کی ضرورت نہیں تھی، باقی امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ مختلف معاملات میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی الہامی حیثیت کو اس طرح بیان کرتا ہے:

ترجمہ: ''ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر برحق کتاب اتاری تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق حکومت فرمائیں۔'' (النساء:۱۰۵)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرتے تھے اور عام اور خاص معاملات ان کے سپرد کرتے، خاص طور پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو دوسروں کی نسبت خصوصیت دیتے۔ یہاں تک کہ وہ عرب جو قیصر اور کسریٰ اور نجاشی کی سلطنتوں اور ان کے حالات سے واقف تھے، وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آپ کا وزیر کہا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے اس پہلو کو جس کا تعلق عام معاملات سے ہے، قرآن کریم نے مشورے کے اصول سے واضح کیا:

ترجمہ: ''ان سے معاملات میں مشورہ کریں اور پھر جب آپ عزم کرلیں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔'' (آل عمران:۱۵۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن انتظام کا ایک پہلو وہ ملکی تقسیم ہے، جس سے سلطنت داخلی طور پر مستحکم ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بعض علاقے بذریعہ فتح اسلام کے زیر نگیں ہوئے اور بعض معاہدے کے تحت قبضے میں آئے، جو علاقے فتح کے ذریعے قبضے میں آئے، وہاں آپ نے گورنر مقرر کئے۔ مثلاً حجاز اور نجد کے صوبے کا گورنر نہیں بنایا، جن کا صدر مقام مکہ تھا اور جو علاقے صلح نامے کے ذریعے اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے، ان کے حکمراں وہیں کے امراء رہے خواہ وہ مسلمان ہوں یا جزیہ دینے پر رضامند ہوگئے ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی حکومت کا انتظام چلانے کے لئے مختلف اوقات میں عامل (گورنر) مقرر کئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چونکہ یمن اور حجاز اسلامی حکومت میں شامل ہوچکے تھے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان علاقوں میں والی مقرر کرتے ہوئے ان کے تقویٰ، علم و دانش، عقل و عمل اور فہم و فراست کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ امراء کے انتخاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی کا ایک اہم جزو یہ تھا کہ جو لوگ والی بننے کی درخواست کرتے ان کی درخواست رد کردیتے۔ افسروں کے انتخاب کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی قرآن پاک کی اس آیت کی تعبیر تھی:

ترجمہ: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عہدے ان کے اہل کو دیے جائیں۔'' (النساء)

اگرچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں احتساب کا کوئی مستقل محکمہ قائم نہیں تھا، مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرض خود انجام دیا کرتے تھے۔ تجارتی معاملات کی بھی نگرانی فرماتے۔ عرب میں تجارتی معاملات کی حالت نہایت قابل اصلاح تھی۔ مدینہ منورہ میں آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اصلاحات کو جاری کردیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے اصلاحات پر عمل کراتے جو باز نہیں آتے انہیں سزائیں دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کوئی باقاعدہ جیل خانہ نہیں تھا، اس لئے صرف اتنا خیال کیا جاتا تھا کہ مجرم کو کچھ مدت کے

لئے لوگوں سے ملنے جلنے اور معاشرتی تعلقات قائم نہ رکھنے دیئے جائیں۔

اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ مجرم کو کسی گھر یا مسجد میں بند کر دیا جاتا تھا اور اس کے مخالف کو اس پر متعین کر دیا جاتا تھا تاکہ وہ مجرم کو لوگوں سے ملنے نہ دے۔ صحیح بخاری میں ہے:

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دیکھا کہ لوگ تخمیناً غلہ خریدتے تھے، ان کو اس بات پر سزا دی جاتی تھی کہ اپنے گھروں میں منتقل کرنے سے پہلے اس کو خود ہی وہاں بیچ ڈالیں جہاں اس کو خریدا تھا۔“ (بخاری شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمال پر کڑی نگاہ رکھتے، کسی عامل کی شکایت پہنچتی تو فوراً تحقیقات کراتے، کیونکہ حکمران کی حیثیت ایک داعی کی ہے۔ اگر سلطنت عدل کی جگہ ظلم وتشدد قبول کرلے تو سلطنت کا نظام درہم برہم ہوجائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیکریٹریٹ یا مرکز حکومت مسجد نبوی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام وفود اور سفیروں سے یہیں ملاقات کیا کرتے تھے۔ گورنروں اور عمائدین حکومت کو ہدایات مسجد نبوی سے روانہ کی جاتیں۔ سیاسی ودیگر معاملات میں صحابہ کرامؓ سے یہیں مشورہ کرتے۔ ہر قسم کی سیاسی اور مذہبی تقاریب کا انعقاد مسجد نبوی میں ہوتا۔ تاریخ عرب میں ہے:

”مسجد مسلمانوں کی مشترکہ عبادت، فوج اور سیاسی اجتماع کی جگہ تھی۔ نماز پڑھانے والا امام ہی اہل ایمان کی فوج کا سپہ سالار ہوتا تھا اور جملہ مسلمانوں کو حکم تھا کہ ساری دنیا کے مقابلے میں ایک دوسرے کے محافظ ومعاون رہیں۔ مال غنیمت مسجد نبوی میں آتا تھا اور یہیں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے مستحقین میں تقسیم کیا کرتے تھے۔“

سطور بالا کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ آج جو پوری دنیا میں بدامنی اور ابتری کا دور دورہ ہے اسے ختم کرنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ مکی اور مدنی زندگی میں تلاش کریں، آپ نے اپنے دور حکمرانی میں تمام نوع انسانیت کے ساتھ عدل مساوات اور سماجی برابری کا رویہ اپنایا، لہٰذا ہمارے ملک کی صوبائی ومرکزی حکومتوں کو چاہئے کہ وہ فوراً امن وسلامتی کی روایت کو مضبوط کریں، تبھی جاکر یہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔

☆☆......☆☆

تعزیتی پروگرام

سکھر (رپورٹ: مولانا محمد حسین ناصر) عالمی تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن، مرکزی جامع مسجد بندر روڈ کے خطیب، جامعہ اشرفیہ سکھر کے ناظم مولانا قاری خلیل احمد بندھانی ۲۴ فروری کو تھرپارکر کے علاقہ میں غربا میں مالی امداد تقسیم کرنے کے لئے گئے تو روڈ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہوئے، بعدازاں اس حادثہ جانکاہ میں شہید ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر نے حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک تعزیتی پروگرام دفتر ختم نبوت سکھر میں ترتیب دیا۔ ۵/مارچ ۲۰۱۵ء بعد نماز مغرب سے شروع ہونے والے تعزیتی پروگرام میں مقامی علماء کرام وتاجر حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ علماء کرام میں حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی کے صاحبزادے قاری جمیل احمد، قاری شکیل احمد، عقیل احمد، قاری رشید احمد، جامعہ اشرفیہ کے مفتی مولانا عبدالغفار رحمانی، مفتی عبدالباری، قاری عبدالوحید، مولانا حق نواز، مولانا مفتی عبدالوہاب چاچڑ، مولانا محمد رمضان نعمانی، قاری عطاء اللہ رحمانی، مفتی محمد صفوان، مولانا محمد رضان، مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا عبدالرشید بھٹو، حضرت مولانا بشیر احمد، مولانا جمیل احمد لغاری، مولانا امان اللہ، قاری لیاقت علی مغل، مولانا عبداللہ مہاجر، مولانا عبدالخبیر، مولانا الٰہی بخش تانوری، قاری محمد حنیف بندھانی، مفتی محمد یاسین ودیگر حضرات نے بھرپور شرکت کی۔ علماء کرام نے اپنے بیانات میں حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت قاری صاحب جس طرح مرکزی مسجد کے خطیب تھی اسی حیثیت کے پیش نظر وہ دوسری مساجد ومدارس کے لئے بھی مرکز کا کردار ادا کرتے تھے۔ حضرت قاری خلیل احمد صاحب اپنوں سے تو محبت کرتے ہی تھے، مگر غیروں سے ان کا ملنا ملانا یہ بھی ایک مثالی تھا۔ حضرت قاری خلیل احمد کی وفات سکھر شہر کی عوام کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے جس سے علماء کرام، تاجر حضرات بہت رنجیدہ اور غم زدہ ہیں۔ علماء کرام نے اپنے بیان میں کہا کہ قاری صاحب عید، بقرعید کے موقع پر سکھر کے علماء کرام سے مشورہ کرکے خود نمازوں کے اوقات متعین فرماتے، کسی تاجر کو کسی مدرسہ ومسجد کے حضرات کو پریشانی ہوتی تو حضرت قاری خلیل احمد بندھانی اس کو اپنی پریشانی سمجھتے ہوئے اس کو حل فرماتے۔ توحید ورسالت اور تحفظ ختم نبوت حضرت قاری خلیل احمد بندھانی صاحب کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرماتے ہوئے ان کے نقش قدم چلائے۔ مرکزی جامع مسجد، جامعہ اشرفیہ سکھر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے حضرت قاری جمیل احمد بندھانی کو حضرت قاری خلیل احمد کا نعم البدل بنائے۔ آمین۔

جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں

چوتھی قسط

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

ظالموں کی مدح سرائی سے پیسہ کمانے کی مذمت

"وعن سعد بن أبي وقاص ؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لاتقوم الساعة حتى يخرج قوم يأكلون بألسنتهم كما تأكل البقرة بألسنتها۔" (رواہ احمد)

ترجمہ:..." حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ایک ایسی جماعت پیدا نہیں ہوجائے گی جو اپنی زبانوں کے ذریعہ اس طرح کھائے گی جس طرح گائے اپنی زبانوں سے کھاتی ہے۔"

"بالسنتھم" یہ "لسان" کی جمع ہے، زبان مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ زبان کو کھانے، پینے کا ذریعہ بنائیں گے، وہ اس طرح کہ فساق وفجار کی بے جا مدح کریں گے، ان کی مدح میں اشعار اور قصیدے پڑھیں گے اور زبان کو موڑ موڑ کر ان کی تعریفیں کریں گے اور اس سے پیسہ کما کر کھائیں گے یا کسی بے گناہ کی مذمت کریں گے اور پیسہ کما کر کھائیں گے۔ یہ لوگ حلال وحرام کی تمیز نہ کرنے میں اس حیوان اور گائے کی مانند ہوں گے جو اپنی زبان کے ذریعہ سے ہر قسم کی رطب ویابس اور صالح وخبیث گھاس کو لپیٹ لپیٹ کر جمع کرتی ہے اور پھر کسی تمیز کے بغیر کھا جاتی ہے۔ ان لوگوں سے غلط قسم کے شعراء اور خطباء مراد ہیں جو حق وباطل اور حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتے ہیں۔ ساتھ والی حدیث کی تشریح بھی اسی طرح ہے۔

فصاحت وبلاغت میں بے جا تکلف مذموم ہے:

"وعن عبد اللہ بن عمر ؓ أن رسول اللہ ﷺ قال: إن اللہ يبغض البليغ من الرجال الذي يتخلل بلسانه كما يتخلل البقرة بلسانها۔" (رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ:...... "اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص سخت ناپسندیدہ ہے جو کلام وبیان میں حد سے زیادہ فصاحت وبلاغت کا مظاہرہ کرے، بایں طور کہ وہ اپنی زبان کو اس طرح لپیٹ لپیٹ کر باتیں کرے جس طرح گائے اپنے چارہ کو لپیٹ لپیٹ کر جلدی جلدی اپنی زبان کے ذریعہ کھاتی ہے۔"

"البليغ" فصاحت وبلاغت کے ساتھ بے جا مبالغہ کرنے والا مراد ہے، جو منہ پھاڑ پھاڑ کر اور زبان گھما گھما کر حق وباطل میں تمیز کیے بغیر کلام کرتا ہو اور حد شرعی سے تجاوز کرتا ہو، شرعی حدود کے اندر کلام کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ "يتخلل" أي "يلف الكلام بلسانه كما تلف البقرة بلسانها العلف" یعنی زبان کو لپیٹ لپیٹ کر کلام کرتا ہے جس طرح گائے گھاس کو لپیٹ کر کھاتی ہے، زور قلم سے قلمکاری ومقالہ نگاری کرکے حق کے خلاف لکھنا اس میں داخل ہے۔

بے عمل واعظین کا حشر:

"وعن أنس ؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: مررت ليلة أسري بي بقوم تقرض شفاههم بمقاريض من النار، فقلت: يا جبرائيل! من هؤلآء؟ قال هؤلآء خطباء أمتك الذين يقولون مالايفعلون۔" (رواہ الترمذی)

ترجمہ:..."اور حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں میرا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں، میں نے (یہ دیکھ کر) پوچھا کہ جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ: یہ آپ کی امت کے واعظ خطیب ہیں جو ایسی باتیں کہتے ہیں جن پر خود عمل نہیں کرتے۔"

"تقرض" یہ صیغہ "قرض" کے مادہ سے ہے جو کاٹنے کے معنی میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو خطباء زبان سے کچھ کہتے ہیں اور عمل دوسرا کرتے ہیں اور حدود شرعیہ کا خیال نہیں رکھتے، فصاحت وبلاغت کی منہ زوری سے باطل کو حق اور حق کو باطل دکھاتے ہیں، معراج کی رات وہ لوگ آنحضرت ﷺ کو دکھائے گئے کہ ان کے ہونٹوں کو بطور سزا قینچیوں سے کاٹا جارہا تھا، کیونکہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے مخالف تھا، جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

واعظاں کیں جلوہ بر محراب ومنبر می کنند
چوں بخلوت می روند کار دیگر می کنند

چرب لسانی کے بارے میں وعید:

"وعن أبي هريرة ؓ قال: قال

رسول اللہ ﷺ: من تعلم صرف الکلام لیسبی بہ قلوب الرجال أو النساء لم یقبل اللّٰہ منہ یوم القیامۃ صرفاً ولا عدلاً۔"

ترجمہ:...''اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس مقصد کے لیے گھما پھرا کر بات کرنے کا سلیقہ سیکھے کہ وہ اس کے ذریعہ مردوں کے دلوں یا لوگوں کے دلوں پر قابو حاصل کرلے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ اس کی نفل عبادت قبول کرے گا اور نہ فرض۔''

''صرف الکلام'' کلام کو گھمانا پھرانا مراد ہے، یعنی باتوں کے گھمانے پھرانے، اُلٹنے پلٹنے اور چرب لسانی کا خوب سلیقہ سیکھے۔ ''لیسبی'' ''سبی'' سے ہے، قید کرنے کو کہتے ہیں، مراد یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں کو زورِ لسانی اور مبالغہ آرائی سے اپنی طرف مائل کرتا ہے، حقیقت کو چھپا کر ضرورت سے زیادہ فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ کرتا ہے، تاکہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں اور یہ شخص اپنا مطلب نکال سکے، جس طرح آج کل کے اکثر مضمون نگاروں کا پیشہ ہے۔ ''صرفاً'' اس سے نفل عبادت مراد ہے۔ ''عدلاً'' اس سے فرض عبادت مراد ہے۔ بعض علماء نے ''صرفاً'' سے توبہ کرنا مراد لیا ہے اور ''عدلاً'' سے فدیہ مراد لیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص کی یہ عبادات قبول نہیں ہوں گی۔ اس حدیث میں منہ زوری، مبالغہ آرائی اور چرب لسانی کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، لوگ تو اس پر فخر کرتے ہیں۔

زبان کی بے احتیاطی اور الفاظ کی عیاشی کی یہ بیماری عرب و عجم سب کا مشترکہ مشغلہ رہا ہے۔ عرب کے شعراء اور مقالہ نگاروں نے زمین و آسمان کے ایسے قلابے ملائے ہیں کہ دوسری دنیا ان کے سامنے بے بس نظر آتی ہے۔ بادشاہوں کی خوشامد اور بے جا تعریفات میں عرب اتنے آگے نکل گئے کہ زبانِ نبوت سے ان کے قابو کرنے کے لیے سخت وعیدات آئیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ایسے لوگوں کی سخت مذمت فرمائی۔ آج کل عربی اخبارات اور جرائد ورسائل میں روزانہ ہزاروں ایسے مضامین شائع ہوتے ہیں جن میں فصاحت و بلاغت اور ادبی میدان میں اتر کر چرب لسانی کے ذریعہ اسلام پر اعتراضات کرنے والے اسلام کے خلاف خوب اپنے دلوں کا بخار اس نکال رہے ہیں۔ عرب کے علاوہ عجم کی دنیا میں مقالہ نگاری، قلمکاری اور دانشوری کے دعویدار قلم کے زور سے اسلام کے خلاف روزانہ ہزاروں مضامین چھاپ رہے ہیں۔ انگریزی اخبارات کا تو مشغلہ یہی ہے۔ اردو اخبارات میں بھی ایسے بدباطنوں کی کمی نہیں ہے جو بڑی دیدہ دلیری سے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف کھل کر لکھ رہے ہیں۔ ان اخبارات کے مقالہ نگار زبان و قلم اور فصاحت و بلاغت کے چست جملے چسپاں کرنے اور مقالہ نگاری کا جوہر دکھانے کے لیے اسلام اور اسلام کے مبارک احکامات اور اسلام کی مقدس ہستیوں کو تختہ مشق بنا رہے ہیں۔

آپ غور کریں! سلمان رشدی ملعون مقالہ نگاری ہی کے شوق میں اپنے گندے منہ سے اپنے گندے لعاب کا گندہ ملبہ اسلام پر پھینک کر اپنے گندے آقاؤں کے پاس چلا گیا۔ تسلیمہ نسرین نے بھی یہی تو کیا۔ ایسے سینکڑوں منافقین اور ملحدین نے اپنا ایمان و وطن بیچ کر خالص دنیوی اغراض و مقاصد کے لیے اسلام کے خلاف مقالے لکھے اور پھر بھاگ کر اپنے مغربی آقاؤں کی گود میں جا کر بیٹھ گئے۔ وحید الدین خان کو ذرا دیکھ لیجئے، وہ برصغیر ہندوستان میں بیٹھ کر زبان وبیان اور قلم کا سارا زور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ پٹنہ میں جاکر سرسوتی بت کے سامنے جھک گیا اور ہفتہ وار رسالہ زندگی کی رپورٹ کے مطابق اس موقع پر اس نے قشقہ بھی لگایا اور ہندوستان کی متعصب اسلام دشمن آر ایس ایس، وشوا ہندو پریشد، شیوسینا، اور بجرنگ دل کی تنظیموں کے ساتھ مل کر ان کے جلسوں میں شریک ہوتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف بولتا رہتا ہے۔ اسی ملک میں اس سے پہلے سرسید احمد خان نے نصف صدی تک انگریزوں کی خوشامد اور خدمت میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جو کچھ لکھا وہ اسی قلم کی دانشوری اور ادبی اسکاری کی نحوست تھی۔ غلام احمد قادیانی بھی اسی مقالہ نگاری کے شوق میں مسلمانوں کو دھوکہ دے کر پہلے مہدی بنا، پھر مسیح موعود کا ڈھنڈورا پیٹنے لگا اور پھر نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ غلام احمد پرویز کی تحریرات کو دیکھو، اس نے اسی قلمکاری اور مقالہ نگاری میں انکار حدیث کا فتنہ کھڑا کردیا۔

زبان کی چرب لسانی سے متعلق عجیب احادیث:

زبان کی تیز طراری اور الفاظ کی عیاشی اور شعبدہ بازی اور دانشوری کے دبیز پردوں کے نیچے اسلام کے خلاف عیاری ومکاری اور نفاق کا بڑا طوفان اگر کوئی دردمند مسلمان سمجھنا چاہتا ہے تو وہ مندرجہ ذیل احادیث ترجمہ کے ساتھ پڑھے:

ا:...''عن أبی عثمان النھدی قال: إنی لجالس تحت منبر عمرؓ وھو یخطب الناس، فقال فی خطبتہ: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: إن أخوف ما أخاف علی ھذہ الأمۃ کل منافق علیم اللسان۔'' (مسند احمد ج:۱ ص:۲۹۷، ط، قاہرہ)

ترجمہ:...''حضرت عمر ؓ نے منبر

نبوی پر خطبہ کے دوران فرمایا کہ: میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اس امت کے لیے سب سے زیادہ خوفناک خطرہ جو میں محسوس کررہا ہوں وہ ہر وہ منافق ہے جو زبان کی تیز طراری کا ماہر ہو۔“

۲:... تقریباً یہی روایت بیہقی نے شعب الایمان، ج:۲، صفحہ:۲۸۴ پر ذکر کی ہے، اس میں اتنا اضافہ ہے کہ: ”زبان چلانے کے یہ ماہر منافقین میرے بعد آئیں گے۔“

۳:... کنزالعمال، ج:۱۰، ص:۱۸۶ پر بھی انہیں الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مذکور ہے۔

۴:... ابوبکر ہیثمی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کچھ الفاظ کے اضافہ کے ساتھ یوں نقل کیا ہے:

”عن عمران بن حصینؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ أخوف ما أخاف علیکم جدال منافق علیم اللسان۔“

(موارد الظمآن، ص:۱۵)

ترجمہ:... ”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: مجھے تم پر سب سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے وہ اس منافق کا جھگڑا اور مباحثہ ہے جو زبان کا تیز طرار اور ماہر ہوگا۔“

اس مضمون کو آگے بڑھانے کے ضمن میں بطور تبرک حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی کتاب ”دورِ حاضر کے فتنے“ سے کچھ اقتباسات قارئین کے سامنے رکھتا ہوں جو اس موضوع سے مناسبت رکھتے ہیں، حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں:

”اہل علم واہل قلم حضرات کا فتنہ

”افسوس کہ ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جس میں ارباب علم اپنے علمی تقاضوں کو نہیں پورا کررہے ہیں اور ارباب جہل علمی مسائل میں دخل دے رہے ہیں۔ ہر صاحب قلم صاحب علم بننے کا مدعی ہے۔ کتابوں کے اُردو تراجم نے اس فتنے کو اور وسعت دی ہے۔ اُردو تراجم جہاں ایک اصلاحی مفید خدمت انجام دے سکتے تھے، افسوس کہ عصر حاضر میں ”وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا“ کا مصداق بنتے جارہے ہیں جن کا ضرر ونقصان فائدہ ونفع سے کہیں بڑھ گیا ہے۔

دورِ حاضر جہاں مختلف فتنوں کی آماجگاہ ہے، وہاں قلم کا فتنہ شاید سب سے گوئے سبقت لے جارہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے جسے درمنثور میں بحوالہ ”مسند احمد“، ”الأدب المفرد للبخاری“ اور ”مستدرک حاکم“ بروایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے قیامت سے پہلے چھ فتنوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے ایک ”فشو القلم“ یعنی ”قلم کا طوفان“ ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں آج طوفانِ قلم کی فتنہ سامانی کا اندازہ ہر عاقل کرسکتا ہے۔

علمی میدان میں ان حضرات کا دائرہ نہ صرف بہت محدود وتنگ ہے، بلکہ ہے ہی نہیں۔ اردو کے تراجم سے کچھ سطحی معلومات حاصل کرکے ہر شخص دورِ حاضر کا مجتہد بنتا جارہا ہے، اور ”إعجاب کل ذی رأی برأیہ“ (ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے) اس فتنے نے ”کریلا اور پھر نیم چڑھا“ والی مثل صادق کردی ہے، اور ناشرین نے محض تجارتی مصالح کے خیال سے سستے داموں عالم نما جاہلوں سے تراجم کراکر فتنہ کو اور بڑھا دیا ہے۔ غرض کہ فتنوں کا دور ہے، ہر طرح کے فتنے اور ہر طرف سے فتنے ہی فتنے نظر آتے ہیں۔ ان فتنوں کے سد باب کے لیے مستقل اداروں کی ضرورت ہے، جن کا اساسی مقصد صرف یہی ہو کہ ان تراجم کا جائزہ لیا جائے اور اخبارات میں شائع ہونے والے مقالات کی نگرانی ہو۔ (افسوس کہ ارباب جرائد ومجلات کا مقصد محض تجارت ہے، اور ارباب قلم کا مقصد محض شہرت ہے یا پھر کچھ مادی منفعت بھی پیش نظر ہے۔

بلاشبہ علمی ودینی نقطۂ نظر سے یہ وقت کا اہم ترین مسئلہ ہے اور اسلامی احکام کی روشنی میں اگر صحیح متفقہ حل پیش کیا جائے تو کمیونزم کا سد باب ہوسکتا ہے۔ دنیا کی مادی بنیادیں دو ہیں جن پر معاش ومعیشت کا دار ومدار ہے: ایک زراعت اور ایک صنعت وتجارت۔ دونوں چیزیں حیاتِ انسانی کے لیے بمنزلہ ریڑھ کی ہڈی کے ہیں، اس لیے دین اسلام نے ان کے احکام پورے طور پر بیان کردیے، قرآن وحدیث وفقہ اسلامی میں ان کی تفصیلات موجود ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مفکرین ارباب دین وارباب علم جن کی علمی زندگیاں انہی بادیہ پیمائیوں میں گزری ہیں اور جن کی بے لوث زندگیاں اخلاص وتقویٰ سے معمور ہیں اور جن کی فکری واجتہادی صلاحیتیں مسلم ہیں، جلد سے جلد کسی مرکز میں بیٹھ کر وفاقی اجتماعی حل پیش کریں۔ شخصی طور پر اس پچاس سال میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ اگرچہ ارباب اقتدار آج کل اتنے جری ہوگئے کہ فوجی طاقت کے بل بوتے پر ہر حکم نافذ کرتے ہیں، اور اسلام کے ادعاء کے باوجود ہر قید وبند سے آزاد ہوکر احکامات صادر فرماتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں بے چارے اہل علم یا ارباب دین کی باتوں کو وہ کہاں درخور اعتناء سمجھتے ہیں؟ لیکن بارگاہِ ربوبیت میں اپنی مسئولیت پوری کرنے کے لیے ہر وقت اس کی ضرورت ہے۔“

(دورِ حاضر کے فتنے، ص:۱۰۰)

(جاری ہے)

ہدایت سب سے بڑی ضرورت!

محمد ضمیر رشیدی

ہدایت سب سے بڑی ضرورت اور سب سے بڑا مسئلہ ہے:

دنیا میں انسان کی بے شمار چھوٹی بڑی ضرورتیں ہیں۔ روٹی، کپڑا، مکان، سواری، امن، صحت، نیند وغیرہ۔ مگر انسان کی سب سے بڑی ضرورت "ربانی رُشد و ہدایت" ہے۔ اس ضرورت سے اہل ایمان ایک لمحہ کے لئے بھی غافل ہونے کا تحمل نہیں کر سکتے۔ نیز اس کے حصول کے لئے وہ ہر قسم کی جانی و مالی قربانی دے سکتے ہیں، کیونکہ یہ اتنی بڑی اور اہم ضرورت ہے کہ اس کے بغیر انسان دنیا کی چند روزہ اور آخرت کی لامحدود زندگی میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ ایسی ناگزیر ضرورت ہے کہ باوضو قبلہ رو ہر نماز میں دست بستہ صراط مستقیم کی دعا بارگاہ خداوندی میں کی جاتی ہے۔ اب جب کہ دنیا میں ہر چہار سو مادیت کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے اور ہر جگہ مادیت کے بت کی پوجا ہو رہی ہے، اہل ایمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس ربانی رشد و ہدایت کے حصول کے مقابلے میں دنیا کی اپنی ہر ذاتی چیز اور جان و مال کو بے قیمت ثابت کر دیں یعنی مادیت کے بت کو دنیا کے چوراہے پر توحید کی زوردار ٹھوکر لگائیں، مگر اہل ایمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس رُشد و ہدایت کی اہمیت و ضرورت کو محض دعووں تک محدود نہ کریں، بلکہ اپنی عملی زندگی سے اسے ایک ثابت شدہ حقیقت بنا دیں کہ واقعی ان کے نزدیک ربانی رُشد و ہدایت انہیں ان کی جان و مال سے بھی زیادہ عزیز و قیمتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور فرمانبرداری و اطاعت اور اس کے راستہ کی جدوجہد انہیں انتہائی محبوب ہو جائے۔ اس کی ایک مثال صحابی رسول حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے ایک واقعہ سے اس طرح ملتی ہے۔ یرموک کی لڑائی میں جب آپ قادسیہ پر حملہ کے لئے نہایت بشاشت سے لشکر لے کر پہنچتے ہیں تو اپنے مقابلے میں رستم کو خط میں لکھتے ہیں:

"بے شک میرے ساتھ ایسی جماعت ہے جو موت کو ایسا ہی محبوب رکھتی ہے جیسا کہ تم لوگ شراب پینے کو محبوب رکھتے ہو۔"

الغرض مادی لذات و تعیش کے نقشوں کو ٹھکرا کر روحانیت کے اعلیٰ مدارج طے کرنا زندگی کی معراج ٹھہرے، مثلاً تہجد میں اٹھ کر اللہ کی بارگاہ میں آہ و زاری ہمیں نیند سے زیادہ محبوب ہو جائے۔ خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلانے پلانے میں ہمیں لطف آ رہا ہو۔ اپنی ضرورت کے اوقات میں کسی دوسرے بندگانِ خدا کو ترجیح دے رہے ہوں وغیرہ۔

کلمہ طیبہ انسانیت کی نجات کا نسخہ کیمیا:

جب انسان کی دنیاوی ضرورتیں احسن طریقے پر پوری نہ ہوں تو وہ مسائل کی شکل و صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ آج دنیا میں انسانوں کے سامنے بڑے بڑے مسائل ہیں، مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بے شمار مسائل انسانوں کے اپنے ہاتھ کی کمائی ہیں۔ انسانوں کے بے شمار چھوٹے بڑے مسائل ہیں، جیسے: بھوک، پیاس، جہالت، خوف، بدامنی، ناانصافی، بے روزگاری، ظلم و غربت وغیرہ۔ مگر سب سے بڑا مسئلہ آخرت کا مسئلہ ہے۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ دنیا ان مسائل سے کبھی بھی خالی نہیں رہی، مگر حالات کو حکومت و سیاست کی طاقت، فوج، اکثریت، اسکیموں، منصوبوں، دستور اور قانون و قاعدوں سے بدلنے کی محنت کرنا دنیا کے عام انسانوں کا شیوہ ہے، اہل ایمان کا نہیں۔ اہل ایمان سارے انبیاء کرام علیہم السلام کی یکساں محنت کے مشترکہ نقطۂ آغاز یعنی قلوب کی صفائی سے ہی اپنی محنت کا آغاز کرتے ہیں، کیونکہ مسائل اور حالات کا تعلق اعمال سے ہے۔ اعمال کا تعلق اعضاء و جوارح سے ہے۔ اعضاء و جوارح کا تعلق قلب سے ہے، قلب کا تعلق روح سے ہے اور روح اللہ تعالیٰ کا امر ہے یعنی اس کا تعلق براہِ راست اللہ جل شانہٗ کی ذات سے ہے۔ اگرچہ ترقی کے منازل طے کر کے انسان اپنی انگلیوں کے اشارے سے اس آسمان و فضاء، دشت و بیاباں، صحرا و سمندر وغیرہ میں اپنی سلطنت و حکومت قائم کئے ہوئے ہے اور پوری دنیا کو کنٹرول کرتا ہے، مگر جونہی اللہ کا امر اس کے جسم سے جدا ہوتا ہے، وہ ایک مشت خاک کا ڈھیر ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے ایک امر میں کتنی طاقت پوشیدہ ہے، چونکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے اوامر کا خزانہ ہے اور اس کی تشریح حدیث پاک ہے۔ لہٰذا اگر انسان قرآنی اوامر پر عمل پیرا ہو جائے یا بالفاظ دیگر اپنے جسم میں موجود اللہ کے امر یعنی روح کا تعلق قرآنی اوامر سے قائم کر لے تو تائید ایزدی اس کے شامل حال ہو جائے اور اس سے اس کی ذات میں بے انتہا طاقت پیدا

ہوجائے۔ نیز وہ جس قدر اللہ کے اوامر سے مطابقت پیدا کرے گا اسی قدر اس میں کائنات بشمول انفس (عالم صغیر) اور آفاق (عالم کبیر) کو مسخر کرنے کا اختیار پیدا ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ انسان کو اس کے رب سے اس کے کلام کے ذریعے سے جوڑ دیا جائے، ایسا کرنے سے انسان نیابت الٰہی پر فائز ہوسکتا ہے اور پھر دنیا کے بے شمار مسائل یونہی ختم ہوجائیں، کیونکہ یہاں دنیا میں انسان پر ظلم کے پہاڑ توڑنے والا بھی انسان ہے۔ انسان کے دل و جائیداد پر ہاتھ صاف کرنے والا بھی انسان ہے۔ قانون بنانے والا، نافذ کرنے والا اور قانون کو توڑنے والا، عدالت میں فیصلہ کرنے والا بھی انسان ہے، وغیرہ۔

آج دنیائے انسانیت ہر روز اور ہر آن نت نئے مسائل سے حیراں و پریشاں ہے، جب تاجدار مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم امتیوں کو ناخن کاٹنے، کھانے سونے، تجارت کے حصول، غرضیکہ زندگی کے ہر گوشہ اور میدان میں رہنمائی کی ہے تو کچھ عجب نہیں کہ آپ نے برائی کو بھلائی سے بدلنے، دشمن کو دوست بنانے، ظالم کو منصف بنانے اور جاہل کو عالم بنانے، خدا بیزار کو خدا شناس بنانے، خوف کو امن سے بدلنے، ناری کو نوری بنانے وغیرہ کا طریقہ امت کو تفویض نہ کیا ہو۔ جس طرح شراب ام الخبائث ہے، اسی طرح کفر وشرک ام الامراض ہیں۔ ساری برائیاں اور شروران سے ہی جنم لیتے ہیں۔ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ہر چیز کے لئے کوئی صاف کرنے والی اور میل کچیل دور کرنے والی چیز ہوتی ہے، مثلاً کپڑے اور بدن کے لئے صابن، لوہے کے لئے آگ کی بھٹی وغیرہ، دلوں کی صفائی کرنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔"

لا الٰہ الا اللہ افضل الذکر ہے اور دنیا و آخرت کے سارے مسائل کے حل کی کنجی ہے اور یہی سارے انبیاء کرام علیہم السلام کی محنت کا خلاصہ اور حاصل ہے۔

شرک سب سے بڑا ظلم ہے:

مگر یہ کتنا بڑا ظلم اور جہالت ہے کہ اشرف المخلوقات انسان اپنے مالک حقیقی اور کریم وشفیق آقا کے ذکر سے بغاوت پر آمادہ ہے۔ عام انسان اپنے خلاف ہونے والے ظلم کو ظلم کہہ کر اس کے خلاف آواز اٹھاتا ہے ہیں اور اس میں اہل ایمان کا کوئی استثنیٰ نہیں، مگر ہم اہل ایمان کو دنیا میں کفر وشرک کی ارزانی ہونے کے باوجود چہرہ پر کوئی بل نہیں پڑتا جس کو رب تعالیٰ نے سب سے بڑا ظلم قرار دیا ہے۔ آج دنیا میں ظلم وستم اور ریشہ دوانیوں کو ایک مذہب، قوم، گروہ، سماج، قبیلہ، علاقہ کے مقابلے میں دوسرے مذہب قوم، گروہ، سماج، قبیلہ، علاقہ کے نام سے متعلق کیا جاتا ہے، تاہم اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ظلم وستم کے بے شمار واقعات انسان خود اپنے ہی مذہب، قوم، گروہ، سماج، قبیلہ، علاقہ کے افراد کے مدمقابل کرتا ہے۔ اصل یہ کہ انسان اپنے جزوی فائدے کی خاطر کسی کو بھی نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتا۔ لہٰذا نبی ورسول اسی ظلم وستم سے انسانوں کو روکتے تھے، وہ جانتے تھے کہ جب تک انسان اپنے حقیقی خالق و مالک کو نہیں پہچانے گا ظلم وستم سے رک نہیں سکتا۔ ہر دور، ملک، علاقہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے معصوم بندوں کو نبی ورسول بنا کر انسانوں کی ہدایت وفلاح کے لئے بھیجا۔ نبی ورسول انسانوں کے مسائل کو براہ راست حل نہیں کرتے تھے بلکہ وہ ایک ہی جامع کلمہ دعوت:

"یا ایھا الناس قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا" (الحدیث)

ترجمہ: "اے دنیا کے انسانو! کلمہ پڑھ لو کامیاب ہوجاؤ گے۔"

پیش کرتے تھے، وہ جانتے تھے کہ دنیا کے ہر قسم کا بگاڑ صرف مظہر ہے دل کے بگاڑ کا۔ قتل و غارت، دھوکا وفریب، زنا کاری، بدکاری، قمار بازی وغیرہ کی وجہ اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ انسانوں کے قلوب میں بگاڑ ہے، جب قلوب میں قساوت پیدا ہوتی ہے تو انسانیت کے سوتے خشک ہوتے ہیں اور جب دل کی دنیا آباد ہوتی ہے تو انسانی بستیوں میں ہر طرف خیر و بھلائی چھا جاتی ہے۔ گندگی کو دور کرتا ہے تو اس کے لئے شفاف اور پاک وصاف پانی یا کسی شئے کو استعمال کرنا ہوگا، ورنہ گندگی برقرار رہے گی، بلکہ مزید بڑھ سکتی ہے۔ آج اہل ایمان کو بھی دنیا کے سارے انسانوں کے سامنے ببانگ دہل یہی کلمہ بلند کرنا ہے کہ: "اے انسانو! تمہارے سارے مسائل کا حل اللہ پر ایمان لانے میں مضمر ہے۔" یعنی اندرون کو بنائے بغیر بیرون کو سنوارنا ممکن نہیں۔

پوری دنیا دواعی کا میدان:

اللہ رب الناس ہے، قرآن ہدی للناس ہے، یہ امت اخرجت للناس ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کے لئے رحمۃ للعالمین ہیں۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام کے ناطے سارے دنیا کے انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پرائے نہیں، مگر چونکہ نبی ورسول کی بعثت کا سلسلہ منقطع ہوچکا ہے اور سارے انسانوں کی ہدایت وفلاح اور نیک راستہ دکھانے کی ذمہ داری اہل ایمان کے کاندھوں پر ہے۔ لہٰذا ساری دنیا داعی کا میدان ہے۔ ہر مومن دعوت کا مکلف ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اہل ایمان شہادت علی الناس کا فریضہ انجام دیں، یہاں تک کہ اتمام حجت کا حصول ہوجاوے، پوری انسانیت کی ہدایت کے حریص بن جائیں۔ خلاصہ یہ کہ جب ہم ہدایت کو اپنی سب سے بڑی اور پہلی ضرورت کا درجہ دے کر اور آخرت کے مسئلہ کو سب سے بڑا مسئلہ سمجھ کر زندگی کی از سر نو تشکیل و ترتیب کریں گے تب کہا جاسکتا ہے کہ ہم میں دوسری اقوام کو ضم کرنے اور جذب کرلینے کی استعداد وصلاحیت پیدا ہوگئی ہے۔ ☆☆☆

حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی

چند غلط فہمیوں اور تلبیسات کا ازالہ

دوسری قسط

حافظ عبید اللہ

ہندوستانی مہدی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے دعوے کی حقیقت

چونکہ کتب اہل سنت میں مذکور احادیث رسول ﷺ میں قرب قیامت میں ظاہر ہونے والے مسلمانوں کے ایک خلیفہ کا ذکر ملتا ہے اور ان کا نام اور خاندان صراحت کے ساتھ بیان بھی ہوا ہے جنہیں مسلمان "امام مہدی" کے نام سے ذکر کرتے ہیں اور حدیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نازل ہونے کے بعد سب سے پہلی نماز انہی امام مہدی کی امامت میں ادا فرمائیں گے (اس کا اقرار خود مرزا نے بھی کیا ہے کہ احادیث میں آیا ہے کہ آنے والا مسیح دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔ ملفوظات ج 3 صفحہ 444)، تو اب مرزا نے چونکہ خود مہدی بننا تھا اس لئے سب سے پہلے اس نے یہ جھوٹ بولا کہ محدثین کہتے ہیں کہ وہ تمام روایات جن کے اندر مہدی کا ذکر ہے سب کی سب ضعیف ہیں (حوالے آگے آرہے ہیں) اور پھر اسی صفحے پر سنن ابن ماجہ کی ایک ضعیف روایت کو بہت صحیح لکھ کر دھوکہ دینے کی کوشش کی جس کے اندر یہ الفاظ ہیں کہ لا مھدی الا عیسٰی بن مریم یعنی نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم، لیکن کہتے ہیں کہ ضرورت کے وقت گدھے کو بھی باپ بنالیا جاتا ہے یہی مرزا نے کیا، اس نے صحیح احادیث کو جن کے اندر صاف طور پر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے خاندان اور ان کے نام کا ذکر تھا ضعیف لکھ دیا تاکہ کوئی یہ نہ پوچھے کہ غلام احمد بن حکیم غلام مرتضیٰ قوم مغل برلاس کیسے امام مہدی ہو سکتا ہے؟ اور پھر ابن ماجہ کی اوپر مذکور ضعیف حدیث کو پیش کر کے بھی دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی، وہ اس طرح کہ بالفرض اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کا ترجمہ ہوگا "نہیں مہدی مگر عیسیٰ بیٹا مریم کا" اور مرزا کا نام عیسیٰ بن مریم نہیں بلکہ غلام احمد بن چراغ بی بی ہے، یوں تو آج بھی کوئی امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرے جو مرزا کی طرح مغل ہو اور اس کا نام کچھ بھی ہو، جب اسے کہا جائے کہ امام مہدی نے تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہونا ہے اور ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوتا ہے تو وہ کہے کہ حدیث میں ہے "نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم" اس سے سوال ہو کہ تم نہ مہدی اور نہ عیسیٰ؟ تو وہ کہے کہ میں ہی عیسیٰ ہوں لہٰذا میں ہی مہدی ہوں (یہ ایک مضحکہ خیز لطیفہ ہے)۔

اب ہم آتے ہیں "مغل برلاس" مہدی کی طرف، مرزا قادیانی نے جب تک خود مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا اس وقت تک اس نے مہدی کو ایک "خوفناک کردار" کے طور پر پیش کیا اور "خونی مہدی" کے الفاظ لکھے، واضح رہے کہ اہل سنت و الجماعت کی مستند اور صحیح روایات میں کہیں کسی "خونی مہدی" کا ذکر نہیں۔

اب آیئے نظر ڈالتے ہیں اس بارے میں مرزا قادیانی کی "قلابازیوں" پر، سب سے پہلے مرزا قادیانی کی مختلف تحریرات پیش کی جاتی ہیں، اس کے بعد اُس کے دعوائے مہدیت اور اس کے پیش کردہ دلائل پر بات کریں گے۔

وہ تمام احادیث جن کے اندر مہدی کا ذکر ہے سب ضعیف ہیں (مرزا)

"واما احادیث المهدي فانت تعلم أنها كلها ضعيفة مجروحة ويُخالف بعضها بعضاً، حتى جاء حديث في ابن ماجه وغيره من الكتب أنه لا مهدي الا عيسىٰ بن مريم فكيف يُتكا على مثل هذه الأحاديث مع شدة اختلافها وتناقضها وضعفها، والكلام في رجالها كثير كما لا يخفى على المحدثين. فالحاصل أن هذه الأحاديث كُلها لا تخلو عن المعارضات والتناقضات، فاعتزل كلها، ورُدّ التنازعات الحديثية الى القرآن واجعله حكماً عليها لتبيّن لك الرشد وتكون من المسترشدين......"

(حمامۃ البشریٰ، رخ 7، صفحات 314تا315)

ترجمہ: "جہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جن کے اندر مہدی کے آنے کا ذکر ہے، تو خوب جانتا ہے کہ وہ تمام احادیث ضعیف اور مجروح ہیں اور ایک دوسرے کی مخالف و معارض ہیں، یہاں تک کہ ابن ماجہ اور دوسری کتابوں میں ایک حدیث یہ بھی موجود ہے کہ "نہیں مہدی

مگر عیسیٰ بن مریم"۔ پس احادیث کے اس شدید اختلاف، تعارض اور ضعف کے ہوتے ہوئے ان جیسی احادیث پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ ان احادیث کے راویوں پر بہت زیادہ کلام کیا گیا ہے جیسا کہ محدثین پر مخفی نہیں۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ چونکہ یہ تمام احادیث تعارض و تناقض سے خالی نہیں ہیں اس لئے ان سب احادیث کو چھوڑ دو اور حدیثی تنازعات کو قرآن پر پیش کرو اور اُسے احادیث پر حَکم بناؤ تاکہ تم رُشد و ہدایت پانے والے ہو جاؤ۔"

مرزا قادیانی نے اپنی اس تحریر میں بلا استثناء اُن تمام احادیث کو ناقابل اعتبار کہا ہے جن کے اندر "مہدی" کے آنے کا ذکر ہے اور اس کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ ایک تو یہ تمام احادیث ضعیف اور مجروح ہیں، اور دوسرا ان احادیث کے اندر شدید اختلاف اور تعارض پایا جاتا ہے، یعنی مرزا قادیانی کا اصول حدیث یہ ہے کہ اگر مختلف روایات کے درمیان بظاہر تعارض نظر آتا ہو تو وہ تمام روایات ناقابل قبول ہو جاتی ہیں، پھر وہ یہ بھی لکھ رہا ہے کہ ان تمام احادیث کو چھوڑ کر قرآن کی طرف رجوع کیا جائے اور اُس سے فیصلہ کیا جائے، جس کا مطلب یہ ہے کہ "مہدی" نے آنا ہے یا نہیں آنا؟، اُس کا تعارف کیا ہے؟، اس کی علامات کیا ہوں گی؟، وہ کس خاندان سے ہوگا؟ یہ سب باتیں ہمیں قرآن کریم سے پوچھنا ہوں گی، مرزا قادیانی تو دنیا میں نہیں رہا، کیا اُس کا کوئی امتی قرآن کریم کی وہ آیت دکھا سکتا ہے جس کے اندر یہ ذکر ہو کہ "ایک مہدی" نے آنا ہے؟۔

پھر ایک جگہ یوں لکھتا ہے:۔

"میں کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں ہیں اسی وجہ سے امامین حدیث (یعنی امام بخاریؒ و مسلمؒ۔ ناقل) نے ان کو نہیں لیا"۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ3، صفحہ 406)

یہ بھی مرزا قادیانی کا خود ساختہ اصول ہے کہ جو روایت بخاری و مسلم میں نہ ہو اسے وہ ضعیف کہتا ہے ورنہ امام بخاری و مسلمؒ نے ہرگز کہیں نہیں لکھا کہ جو روایت ہم نے اپنی کتاب میں ذکر نہیں کی وہ ضعیف ہے، مرزا کی تحریروں میں ایسا بھی ملتا ہے کہ ایک روایت صحیح مسلم میں تو ہے لیکن صحیح بخاری میں نہیں لیکن وہ روایت مرزا کو پسند نہیں تو اُس نے لکھ دیا کہ "اس روایت کو امام بخاری نے ضعیف سمجھ کر چھوڑ دیا ہے" (ازالہ اوہام حصہ اول، رخ3، صفحہ 209، 210) جبکہ امام بخاریؒ نے ہرگز نہیں فرمایا کہ میں نے اس روایت کو ضعیف سمجھ کر چھوڑ دیا ہے، بہر حال مرزا اُن تمام روایات کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل دے رہا ہے کہ ایسی روایات بخاری و مسلم میں نہیں ہیں لہٰذا ضعیف اور ناقابل قبول ہیں۔ اب مرزا قادیانی کی یہ تحریر ملاحظہ فرمائیں:

"میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمۃ ومن عترتی وغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے، اور مسیح موعود کے لئے کسی محدث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ سے ہوگا۔ ہاں ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی اُن میں سے صحیح نہیں۔ اور جس قدر افترا ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افترا نہیں ہوا"...... (پھر چار سطریں چھوڑ کر یہ لکھا)...... "مگر در اصل یہ تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں یہ صرف میرا ہی قول نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اہل سنت یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ لا مهدی الا عیسیٰ یعنی اور کوئی مہدی نہیں صرف عیسیٰ ہی مہدی ہے جو آنے والا ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ21، صفحہ 356)

مرزا پر سوال ہوا تھا کہ احادیث میں تو آتا ہے کہ "مہدی" آنحضرت ﷺ کی عترت اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا اور یہ بھی آتا ہے کہ اُس کا نام اور اُس کے والد کا نام آنحضرت ﷺ کی طرح ہوگا، تم نہ عترت رسول اور نہ تمہارا نام محمد بن عبداللہ، پھر تم کیسے مہدی ہوئے؟، تو اُس کا جواب دیتے ہوئے مرزا نے یہ تحریر لکھی جس میں یہ اقرار کیا کہ میرا دعویٰ وہ مہدی ہونے کا ہرگز نہیں جس کے بارے میں احادیث میں آتا ہے کہ وہ اہل بیت رسول ﷺ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوگا، میرا دعویٰ تو صرف مسیح موعود ہونے کا ہے، یہاں مرزا نے ایک جھوٹ بھی بولا کہ "تمام محدثین کہتے ہیں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح ہیں اور اُن میں سے ایک بھی صحیح نہیں...... نیز بڑے بڑے علماء اہل سنت یہ کہتے آئے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں"، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مرزا کا صریح جھوٹ ہے کہ تمام محدثین کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی حدیث صحیح نہیں لعنة الله علی الکاذبین۔ پھر یہیں مرزا نے حسب عادت اپنی "عیاری" دکھائی ہے اور قلابازی کھائی ہے، لکھتا ہے کہ "اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ لا مھدی الا

عیسیٰ یعنی اور کوئی مہدی نہیں صرف عیسیٰ ہی مہدی ہے جو آنے والا ہے۔" غور فرمائیں مرزا کے دجل وفریب پر ابھی خود لکھ رہا تھا کہ تمام محدثین کہتے ہیں کہ مہدی موعود کے بارے میں ایک بھی حدیث صحیح نہیں، نیز اُس نے یہ بھی لکھا کہ چونکہ مہدی کی روایات صحیح بخاری و مسلم میں نہیں اس لئے ضعیف ہیں، اور یہیں کھڑے کھڑے ابن ماجہ کی اس حدیث کو صرف صحیح نہیں بلکہ "بہت صحیح" بھی لکھ رہا ہے جس میں صراحت کے ساتھ لفظ "مہدی" مذکور ہے (حقیقت میں ابن ماجہ کی اس روایت کے مجروح اور ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے جیسا کہ آگے بیان ہوگا، نیز اگر اس حدیث کو صحیح بھی فرض کرلیا جائے تو بھی یہ مرزا کے کسی کام کی نہیں کیونکہ وہ عیسیٰ بن مریم نہیں بلکہ غلام احمد بن چراغ بی بی ہے اور اس حدیث میں مریم کے بیٹے عیسیٰ کے مہدی ہونے کا ذکر ہے)۔

اب مرزا قادیانی کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں:

"اس میں کچھ شک نہیں کہ احادیث میں جہاں جہاں مہدی کے نام سے کسی آنے والے کی نسبت پیشگوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ہے اس کے سمجھنے میں لوگوں نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہیں اور غلط فہمی کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک مہدی کے لفظ سے مراد محمد بن عبداللہ ہے جس کی نسبت بعض احادیث پائی جاتی ہیں لیکن نظر غور سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں منجملہ ان کے وہ مہدی بھی ہے جس کا نام حدیث میں سلطان مشرق رکھا گیا ہے جس کا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضرور ہے درحقیقت اسی کی تعریف میں یہ حدیث ہے کہ اگر ایمان ثریا سے معلق یا ثریا پر ہوتا تب بھی وہ مرد وہیں سے اس کو لے لیتا اور اسی کی یہ نشانی بھی لکھی ہے کہ وہ کھیتی کرنے والا ہوگا۔ غرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح ستہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے اور ان میں سے ایک وہ بھی ہے جس کا ممالک شرقیہ میں ظہور لکھا ہے، مگر بعض لوگوں نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکا کھایا ہے لیکن بڑی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی زمانہ قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اس کو مجدد قرار دیا ہے۔"

(نشان آسمانی، رخ4، صفحہ 370)

لیجئے! کہیں تو ان تمام احادیث کو مجروح اور ناقابل اعتبار قرار دیا جارہا تھا، اور یہاں صحاح ستہ کے حوالے سے یہ ثابت کیا جارہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک نہیں بلکہ "بہت سے" مہدیوں کی خبر دی ہے، اور پھر نہایت بے باکی کے ساتھ ایک ساتھ حدیث شریف پر متعدد جھوٹ بولے گئے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی ایسے مہدی کی خبر دی ہے جس کا نام "سلطان مشرق" رکھا گیا ہے اور یہ خبر دی ہے کہ وہ ہندوستان وغیرہ میں ظاہر ہوگا اور اس کا اصل وطن فارس ہوگا، اور پھر یہ لکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مہدی کو چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا ہے۔ ہم سردست صرف اتنا عرض کریں گے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا "جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔" کیا مرزا قادیانی کا کوئی امتی وہ صحیح حدیث رسول پیش کرسکتا ہے جس میں یہ بیان ہے کہ "مہدی فارسی نسل سے ہوگا اور اس کا نام سلطان مشرق ہوگا"؟ کیا کوئی مرزائی محقق اس صحیح حدیث رسول کا حوالہ پیش کرسکتا ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے "مہدی کو چودھویں صدی کا مجدد" فرمایا ہے؟، اگر کوئی مرزا قادیانی کو "جہنمی" ہونے سے بچاسکتا ہے تو سامنے آئے۔

ایک جگہ مرزا قادیانی اپنی پیدائش کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا (یعنی مرزا کی بہن۔ ناقل) اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی نہیں ہوگا خدا سے براہ راست ہدایت پائے گا جس طرح آدم نے خدا سے ہدایت پائی اور وہ اُن علوم واسرار کا حامل ہوگا جن کا آدم خدا سے حامل ہوا اور ظاہری مناسبت آدم سے اس کی یہ ہوگی کہ وہ بھی زوج کی صورت پیدا ہوگا یعنی مذکر ومؤنث دونوں پیدا ہوں گے جس طرح آدم کی پیدائش تھی کہ اُن کے ساتھ ایک مؤنث بھی پیدا ہوئی تھی یعنی حضرت حوا علیہا السلام، اور خدا نے جیسا کہ ابتدا میں جوڑا پیدا کیا مجھے بھی اس لئے جوڑا پیدا کیا کہ تا اوّلیت کو آخریت کے ساتھ مناسبت تام پیدا ہوجائے۔"

(تریاق القلوب، رخ15، صفحات 479، 480)

(جاری ہے)

سالانہ ختم نبوت کانفرنس سکھر

سکھر (رپورٹ: مولانا محمد حسین ناصر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام ۸/ مارچ ۲۰۱۵ء کو مرکزی جامع مسجد بندر روڈ میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت درگاہ بالیجوی شریف کے چشم و چراغ، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا عبدالقیوم بالیجوی نے کی۔ کانفرنس کے مہمانانِ خصوصی مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیزالرحمن جالندھری، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا ناصر محمود سومرو کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد علی صدیقی اور مولانا تجمل حسین و دیگر علماء کرام کے بیانات ہوئے۔

کانفرنس کا آغاز بعد نماز عشاء قاری شکیل احمد بندھانی کی تلاوت سے ہوا، ہدیہ نعت مولانا حبیب اللہ شیخ اور نظم جامعہ اشرفیہ کے طالبعلم عبدالغنی نے پیش کی۔ مولانا عبداللطیف اشرفی اور حافظ عبدالغفار شیخ نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیئے۔

مفتی حفیظ الرحمن نے اپنے خطاب میں کہا کہ قرآن و سنت سے ماخوذ عقائد و نظریات کو انسان جب اپنی ناقص عقل کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کرتا ہے تو گمراہی اس کے گرد گھیرا تنگ کر دیتی ہے۔ لہٰذا قرآن و سنت کے احکامات اور نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو بلا کم و کاست تسلیم کر لینا ہی اسلام اور ایمان ہے۔

مولانا محمد علی صدیقی و مولانا تجمل حسین نے کہا کہ منکرین ختم نبوت کا تعاقب جاری رکھیں گے اور آخری دم تک تحفظ ختم نبوت کا کام کرتے رہیں گے۔

مولانا محمد مدثر تھانوی نے کہا کہ ہمارے اکابرین نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں ہم بھی اس عزم کا اظہار کرتے ہوئے مصمم ارادہ کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ! اس راہ پر ہمیشہ کاربند رہیں گے۔

مولانا قاری جمیل احمد بندھانی نے کہا کہ قادیانی دجل اور فریب کے ذریعہ مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی نوجوان نسل کو ان کے گمراہ کن عقائد و نظریات سے بچانا ہے۔ ہم ان شاء اللہ! قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے رہیں گے۔

مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، اس عقیدہ پر پورے اسلام کی عمارت قائم ہے۔ مسلمان کیسا بھی گناہگار کیوں نہ ہو مگر وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی آدمی کے دعویٰ نبوت کو برداشت نہیں کر سکتا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیزالرحمن جالندھری نے فرمایا کہ اصل چیز اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت اور آپ کی اطاعت و تابعداری ہے۔ مسلمان کو جتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوتی ہے، اس سے زیادہ آپ کے دشمنوں اور گستاخوں سے نفرت ہونی چاہئے۔ ایک سچے مسلمان کا کسی قادیانی سے دوستی کا تعلق نہیں ہونا چاہئے۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانی قرآن واحادیث کا غلط ترجمہ کرکے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں، مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے یہود و نصاریٰ سے مل کر اندرون و بیرون پاکستان دہشت گردی کی کارروائیاں کررہے ہیں۔

مولانا ناصر محمود سومرو نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ کسی رعایت کا مستحق نہیں، ہمارے حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں کو قانون کا پابند بنائیں۔ کانفرنس کے اختتام پر حضرت مولانا عبدالقیوم بالیجوی نے دعا کرائی۔ کانفرنس میں آنے والے تمام علماء کرام نے اپنے خطاب میں مرکزی جامع مسجد کے خطیب، جامعہ اشرفیہ سکھر کے ناظم اعلیٰ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی کی اچانک رحلت پر ان کی مذہبی و علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے بلندیٔ درجات کی دعا کی۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے مولانا بشیر احمد، مولانا عبداللطیف اشرفی، حافظ محمد رمضان نعمانی، مولانا مفتی عبدالباری، مفتی عبدالغفار جمالی، مولانا اسداللہ میمن، آغا سید محمد شاہ، آغا ایوب شاہ، آغا ہارون شاہ، قاری محمد حنیف بندھانی، مولانا الٰہی بخش تانوری، قاری لیاقت علی مغل، حاجی عبدالعزیز میمن، حافظ عبدالغفار شیخ، حافظ محمد زمان ربانی، عبدالسمیع شیخ گمبٹ، مولانا تاج محمد چنہ جیکب آباد، حافظ محمد امیر معاویہ آرائیں، محمد مبشر، محمد انس، محمد اویس نے بھرپور محنت کی۔ دفتر میں آنے والے مہمانوں کے اکرام میں مولانا عبدالرحیم، بھائی سراج احمد، منیر احمد، محمد عذیر گجر، محمد عمیر گجر نے بھرپور تعاون کیا۔ کانفرنس کے انتظامات و سیکورٹی کے فرائض جامعہ اشرفیہ کے طلبا نے احسن طریقہ سے انجام دیئے۔ ☆☆☆

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۲۳

سعود ساحر

مسلمان جیسا ہے، جہاں ہے، جو بھی زبان بولتا ہے، کوئی طرز بود باش رکھتا ہے، معاشرتی آداب کا کیسا بھی قرینہ رکھتا ہے، کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتا ہے، عقیدت واحترام کی خاطر جس جانب بھی رخ کرتا ہے، ایک نقطہ اتصال ہے، جہاں یہ تمام فکری دھارے یکجا ہو کر بحر بے کنار ہو جاتے ہیں۔ دوئی کے تمام امکانات مٹ جاتے ہیں، محبت کے سوتے پھوٹتے ہیں، سرشاری کی بادِ شمیم دماغوں کو معطر کرتی ہے۔ ہر حرف اختلاف معدوم ہو جاتا ہے۔ بس ایک کلمہ کا ورد ہر زبان کرتی ہے۔

نہ جب تک مر مٹوں میں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
یقیں مجھ کو ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

تاریخ کا مطالعہ اس امر کی محکم دلیل فراہم کرتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے معاملے پر جب جب شیطان نما انسانوں نے این وآں کی بات کی، غلامانِ مصطفیٰ سربکف ہو کر میدان میں اترے اور جھوٹ اور فریب کی بیخ کنی تک چین نہ پایا۔ مرزا غلام قادیانی ملعون نے انگریز کے ناپاک پانی سے ایک زہریلے پودے کی صورت میں سر اٹھایا تو مسلمانانِ ہند نے اپنے لہو سے ختم نبوت کے چراغ جلائے۔ انگریز کی بے پناہ طاقت اور جبر کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے یا یوں کہئے کہ کفر کے خودرو پودے پر ایمانیات کا مسلسل اسپرے کرتے رہے کہ اس کی افزائش کے سب راستے بند کر دیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کے صدقے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک آزاد وطن سے نوازا اور انگریز کی ذریت کی طاقت کو ایمان کی قوت سے شکست ہوئی اور اس فکر فضول کے پھیلاؤ کے سوتے خشک ہو گئے، مگر منزل نشاط کے اولین سنگ میل کو منزل سمجھ کر سفر کی تیز گامی میں سست رفتاری درست نہیں، ان سازش زادوں کے مقابل اتحاد، اتفاق اور یک زبان ہو کر ان کی نامرادی پر آخری مہر لگانی ہے۔ یہ اس وقت تک ناممکن ہے، جب تک امت واحدہ کی صورت اختیار نہیں کی جاتی۔ فروعی اختلافات سے دامن بچا کر زبانوں پر قدغن لگا کر مسلمانوں کے سب فرقے، تمام مسالک اپنے اردگرد پھیلے ہوئے سازش کے تانے بانے تار تار نہیں کر دیتے، یہ محض واہمہ نہیں، بلکہ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ غور وفکر کی متقاضی حقیقت ہے، جس پر ہمارے علماء، واعظون، صوفیا، مجتہدین، ائمہ اربعہ کو ماننے والے صاحب علم وبصیرت حضرات کو غور کرنا چاہئے کہ اسلام سے مشابہ ناموں والے طالبان اس ملک میں خون خرابہ کر کے اس مصیبتوں میں پھنسی ہوئی امت مسلمہ سے کیا طلب کرتے ہیں؟ یہ بے گناہ مسلمانوں کے خون سے کیا تحریر کرنے کے آرزو مند ہیں۔ یہ القاعدہ کس قاعدہ کے تحت ہمیں لانا چاہتی ہے؟ یہ داعش نامی بلا کس نجس سوچ کی پیداوار ہے؟ یہ امت مسلمہ کو بے وجود کرنے کے کارخانے کون نصب کر رہا ہے؟ سرمایہ کون فراہم کرتا ہے؟ یہ خودکش جیکٹیں کہاں بنتی ہیں؟ یہ بم سازی کی صنعت کہاں قائم ہے؟ پانچ وقت اللہ اکبر کی صدائیں لگانے والوں سے کون دشمنی پر آمادہ ہے؟ بدلتے ہوئے زمانے اور وقت کے تقاضوں کے تحت زبان درازی چھوڑ کر نئی منصوبہ بندی وہی قوت تو نہیں کر رہی، تحریر اور تقریر میں مات کھانے کے بعد اب جسم وجاں سے کھیل کر امت مسلمہ کے حوصلوں کو تو نہیں آزمایا جا رہا؟ یہ ایک مسلمان ملک کی حکومت پر دباؤ ڈالنے کا منصوبہ تو نہیں کہ اس پاک وطن سے دینی مدارس ختم کر دیئے جائیں؟ جہاں قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند ہوتی ہیں! جو کام غلامی میں ممکن نہ ہوا، اسے آزادی کے انعام کے طور پر تو نہیں کیا جا رہا؟ کہ انگریزی زبان اور جدید تعلیم کے شوق میں مرتب ہوئی تہذیب کو نئی زندگی عطا کی جا سکے؟ اور غلامی بہ انداز دیگر مسلط کر دی جائے؟ مگر اس سے بھی زیادہ اہم سوال یہ ہے کہ ہمارے دین کے محافظ، صراط مستقیم کے راہی اور رہبر اپنی سادگی اور نادانستگی میں دشمن کی معاونت پر کیوں آمادہ ہیں، وہ کون کافر ہے کہ جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، امہات المومنینؓ، اصحابؓ رسولؐ اور آلؓ رسولؐ اطہار کی تکریم اور تعظیم اور ان پر غیر مشروط ایمان کے بغیر دنیا اور آخرت میں عافیت کا طلب گار ہو سکتا ہے؟ اور کیا یہ دینی مدارس اور علماء و مجتہدین ہی نہیں تھے، جنہوں نے دور غلامی میں مسلمانوں کے ایمان کی تازگی کا سامان کیا اور تمام مسالک کے

احترام کا درس دیا، امت کی وحدت میں شگاف ڈالنے والوں کا راستہ روکا۔ اب جبکہ اس سسکتی ہوئی قوم کو ایمان و اتحاد کی آکسیجن کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے، اس سے کنارہ کشی کیوں؟

اس تمہید کا مقصد عاجزی کے ساتھ ایک دردمندانہ التجا کے سوا کچھ نہیں۔

آیئے اسٹیٹ بینک بلڈنگ چلتے ہیں، جہاں اکابرین امت مرزا غلام قادیانی کے ایک اور بہروپ کے منہ سے مغالطہ کا نقاب نوچنے کی سعی مشکور کر رہے ہیں۔ گواہوں کے کٹہرے میں قادیانیوں کے لاہوری گروپ کا صدر، صدرالدین کھڑا ہے اور مرزا غلام احمد کے دوسرے جانشین کو ڈکٹیٹر قرار دے رہا ہے۔

اٹارنی جنرل: ''۱۹۱۴ء میں کون ڈکٹیٹر بن بیٹھا کہ آپ کو احساس ہوا کہ اس پارٹی سے جدا ہو جانا چاہئے؟''

گواہ: ''حکیم نورالدین کے بعد خلیفہ بنا تو اس نے کہا کہ خلیفہ کو خود مختار ہونا چاہئے، جسے ہم نے تسلیم نہیں کیا!''

اٹارنی جنرل: ''مرزا محمود نے خلیفہ بنتے ہی یہ کہا، وہ یہ نہ کہتا تو آپ اس کے ساتھ ہوتے؟''

گواہ: ''نہیں کچھ اور بھی واقعات تھے۔''

اٹارنی جنرل: ''وہ کیا تھے؟'' گواہ: ''جی!''

اٹارنی جنرل: ''نورالدین صحیح خلیفہ تھے؟''

گواہ: ''وہ بالکل صحیح تھے، انہوں نے بھی انجمن کو ڈکٹیٹرانہ نظام کے تحت نہیں چلایا۔''

اٹارنی جنرل: ''میں یہ عرض کرتا ہوں مولانا صاحب، ذرا غور سے سنیں، آپ نے تو جواب پہلے سے تیار کئے ہوئے ہیں، آپ سوال سنتے ہی نہیں۔ آپ مہربانی سے میرا سوال سنیں اور جواب دیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ نے خلیفہ اول نورالدین کی وفات کے بعد اور مرزا محمود کے انتخاب سے پہلے پارٹی چھوڑ دی تھی؟''

گواہ: ''نہیں، انتخاب سے پہلے نہیں، جب نورالدین کی وفات ہوئی، اس وقت یہ واقعہ پیش آیا۔''

اٹارنی جنرل: ''وفات ہوئی اور الیکشن آ گیا، دونوں اکٹھے تھے؟'' گواہ: ''جی ہاں، بالکل!''

اٹارنی جنرل: ''نورالدین کی وفات کے فوراً بعد آپ الگ ہو گئے، مرزا محمود کی ڈکٹیٹرشپ دیکھی، نہ ان کے تابع رہے؟''

گواہ: ''نہیں، ان کے تابع یہ جماعت بھی نہیں رہی۔''

اٹارنی جنرل: ''نہ آپ نے اس کی ڈکٹیٹرشپ دیکھی!''

گواہ: ''میں نے تو دیکھی ہے!''

اٹارنی جنرل: ''آپ نہ ان کے ماتحت رہے، نہ ان کی بیعت کی، تو آپ پر ان کی ڈکٹیٹرشپ کا اثر ہو ہی نہیں سکتا، آپ نے ویسے ہی دیکھا جیسے میں دیکھتا ہوں؟''

گواہ: ''مرزا صاحب کی ایک وصیت تھی۔ انہوں نے وصیت کی دفعہ ۱۹ کی خلاف ورزی کی!''

اٹارنی جنرل: ''کب؟''

گواہ: ''اس وقت جب انہوں نے کہا کہ میں خلیفہ بنتا ہوں!''

اٹارنی جنرل: ''یہ اس وقت کہا، جب ابھی الیکشن بھی نہیں ہوا تھا؟''

گواہ: ''الیکشن کا جو وقت تھا، اس میں یہ ساری باتیں پیش ہوئیں۔''

اٹارنی جنرل: ''میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ الیکشن سے پہلے علیحدہ ہو گئے تھے؟''

گواہ: ''جی ہاں، پہلے ہی انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا تھا۔''

اٹارنی جنرل: ''ان خیالات کے بعد ان کو کس نے اور کیوں منتخب کیا؟''

گواہ: ''نہیں، میں نے کہا کہ جب جماعت کے اندر ان خیالات کا اظہار انہوں نے کیا!''

اب لاہوری گروپ کے سیکریٹری مسعود بیگ مرزا نے اس سوال کے جواب میں تفصیل بیان کی۔

مرزا مسعود بیگ: ''آپ کا سوال صحیح تھا، میں اس وجہ سے جواب نہیں دے رہا کہ میرے بھائی میں جواب دینے کی استعداد نہیں، بلکہ اس لئے کہ میں مختصر جواب دے دوں۔ آپ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ مرزا محمود کی ڈکٹیٹرشپ کا رنگ دیکھ کر بھی کیوں الیکٹ کیا؟ تو جناب مرزا صاحب کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی اور ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۴ء تک نورالدین خلیفہ تھے، ان چھ برسوں میں ہی اختلافات کی بنیاد رکھی جا چکی تھی۔ یہ نبوت کا عقیدہ بھی اسی عرصے میں گھڑا گیا۔ مرزا محمود خلیفہ نہ ہونے کے باوجود تکفیر المسلمین پر مضامین لکھا کرتے تھے اور نورالدین نے ایک دو دفعہ کہا کہ کفر کا فتویٰ بڑا نازک مسئلہ ہے، مگر ہمارا میاں نہیں سمجھا۔ انتخاب میں وہ بزور خلیفہ منتخب ہو گئے۔ دھاندلی بھی ہوئی تھی۔ نورالدین کی زندگی میں ہی ان کے عزیز لوگوں کو انہیں ووٹ دینے پر آمادہ کرتے اور بیٹا ہونے کی وجہ سے انتخاب آسان ہو گیا۔ لیکن لاہوری جماعت کے محمد علی رہ گئے!''

اٹارنی جنرل: ''ابھی صدرالدین نے خود کہا کہ انتخاب سے پہلے ہی آپ علیحدہ ہو گئے تھے؟''

گواہ: ''جی نہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''الیکشن کے بعد الگ ہوئے؟''

گواہ: ''الیکشن کے بعد!''

اٹارنی جنرل: ''الیکشن میں کوئی اور امیدوار تھا؟''

گواہ: ''امیدوار کوئی نہیں تھا۔ کوئی پروپوزل نہ تھی۔ لیکن ہمارے خیال میں جسے لوگ چاہتے تھے،

وہ محمد علی ایم اے تھے، مگر نام مرزا محمود کا پرپوز ہوا، حالانکہ مرزا محمود کی عمر ۱۹ سال تھی۔" درمیان میں گروپ کے ایک رکن نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ "نہیں، مرزا محمود کی عمر ۲۵ سال تھی۔" مرزا مسعود بیگ نے کہا کہ "ہاں ۲۵ سال تھی، محمد علی کا تجربہ تھا، علم تھا، مگر وہ منتخب نہ ہوئے!"

اٹارنی جنرل: "اس لئے آپ علیحدہ ہوگئے تو یہ عقیدے کا اختلاف نہ ہوا، بلکہ......"

گواہ اقرار اور انکار کی کشمکش میں خاموش ہو گیا۔ چند لمحے خاموشی کے بعد بولا: "اختلاف تکفیر المسلمین اور عقیدہ ختم نبوت پر تھا، محمد علی نے بیعت نہ کی۔"

اٹارنی جنرل: "جب وہ خلیفہ منتخب ہوگئے تو بیعت کیوں نہ کی؟"

گواہ: "وہ مرزا غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔"

اٹارنی جنرل: "کیا انہوں نے نورالدین کے ہاتھ پر بیعت کی تھی؟" گواہ: "کی تھی۔"

اٹارنی جنرل: "پھر تو یہ اعتراض بے معنی ہے کہ مرزا کے ہاتھ پر بیعت کے بعد خلیفہ کی بیعت لازم نہ تھی؟"

طویل خاموشی کے باوجود گواہ اس سوال کا جواب نہ دے سکا (جس سے ثابت ہوا کہ ایک کے بجائے دو فریبی آگئے)۔

اٹارنی جنرل: "کافر سے کیا مراد ہے؟"

گواہ: "انکار کرنے والا۔" اٹارنی جنرل: "جو مرزا کا انکار کرے؟" گواہ: "وہ بھی کافر ہوگا لیکن......"

اٹارنی جنرل: "لیکن نہیں۔ یہ بتائیں کہ یہ ارکان اسمبلی مرزا کو نہیں مانتے تو یہ کون ہیں؟"

گواہ: "کفر دو قسم کا ہے۔ ایک لغوی، ایک حقیقی! لغوی کا معنی محض انکار اور حقیقی کا معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والا۔"

اٹارنی جنرل: "مرزا کے منکر لغوی کافر ہوئے، مگر یہ بتائیں کہ اگر آپ کو ایک جھوٹے نبی کو ماننے کے باعث کافر قرار دیں تو؟"

گواہ: "میرے عقیدے کا فیصلہ آپ کیوں کریں؟"

اٹارنی جنرل: "حقیقی کافر وہ ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے اور قرآن مجید میں جن چیزوں کا ذکر ہے، ان کو نہ ماننے والا کون سا کافر ہے؟" گواہ: "وہ بھی حقیقی کافر ہے۔"

اٹارنی جنرل: "مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ مجھے پہلے انبیاء کی طرح وحی آتی ہے۔ اب مرزا کا منکر کون سا کافر ہوا؟"

گواہ: "ہم تو مرزا کو نبی نہیں مانتے!"

اٹارنی جنرل: "مرزا مسیح موعود تھے، مسیح ثانی تھے! مسیح اول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے تو کیا مسیح ثانی نبی ہوئے؟"

گواہ: "مسیح موعود کو خود حدیث میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔"

اٹارنی جنرل: "تو وہ نبی ہوئے؟" گواہ: "ہوئے۔"

اٹارنی جنرل: "مسیح موعود نبی ہوئے تو ان کا منکر؟"

گواہ: "منکر ہوئے، مگر وہ تو مجازی نبی تھے۔"

اٹارنی جنرل: "وحی اور الہام میں کیا فرق ہے؟"

گواہ: "ہمارے نزدیک مترادف الفاظ ہیں۔"

اٹارنی جنرل: "کیا اس میں غلطی ہوسکتی ہے؟"

گواہ: "الہام خدا کا کلام ہے، اس میں غلطی قطعاً نہیں ہوتی، لیکن الفاظ کو سننے والا انسان ہے، انسان میں غلطی ہوسکتی ہے، اجتہادی غلطی!"

اٹارنی جنرل: "تو کیا وحی میں بھی ہوسکتی ہے؟" گواہ: "جی ہاں!"

اٹارنی جنرل: "دونوں میں؟" گواہ: "جی دونوں میں!"

اٹارنی جنرل: "مرزا غلام احمد کی وحی میں غلطی ہوسکتی ہے؟"

گواہ: "میں نے گزارش کی کہ وحی میں غلطی نہیں ہوسکتی!"

اٹارنی جنرل: "آپ نے کہا کہ حقیقی کافر وہ ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے! ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانتا ہے۔ حضرت عیسیٰ کو نہیں مانتا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوگا؟" گواہ: "ہوگا۔"

اٹارنی جنرل: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کے باوجود؟" گواہ: "جی ہاں!"

اٹارنی جنرل: "مرزا قادیانی کے انکار کے باوجود؟" گواہ: "مرزا صاحب کو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کہا ہے۔"

مفتی محمودؒ: "تو مرزا کا منکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہوا؟"

گواہ: "جی ہاں بالکل۔" مفتی محمودؒ: "تو وہ حقیقی کافر ہوا؟"

گواہ: "آپ نے مجھے پھنسا دیا۔" مفتی محمودؒ: "آپ نہ پھنسیں؟" گواہ: "کیسے نکل جاؤں۔"

مفتی محمودؒ: "ہم آپ کو نکال دیں، کافر قرار دے کر؟"

گواہ: "آپ خود نکل جائیں۔"

(جاری ہے)

دعوتی و تبلیغی اسفار

پانچویں قسط

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جامع مسجد محلہ شیخ لاہوریؒ میں بیان:

محمد طاہر جھنگ مجلس کے کارکنوں میں سے ہیں۔ ہر سال ختم نبوت کانفرنس کرانے میں پیش پیش رہتے ہیں۔ نیز کانفرنس کے مدعوین کے خورد و نوش کا انتظام بھی سعادت سمجھ کر کرتے ہیں۔ ۱۲؍فروری ۲۰۱۵ء کو ان کے والد محترم جناب محبوب الٰہی کا انتقال ہوا، تو مولانا غلام حسین مدظلہ نے مرحوم کی تعزیت کے لئے پروگرام ۱۹؍فروری بعد نماز عشاء ترتیب دیا جس میں جھنگ صدر کے علماء کرام اور جماعتی کارکنوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قاری غلام مرتضیٰ کی تلاوت اور محمد اسلام کی ''موت'' کے عنوان پر نظم نے سماں باندھ دیا۔ مولانا غلام حسین اور راقم کے بیان ہوئے۔ راقم نے بھی موت کے عنوان پر خطاب کیا۔ جناب ماسٹر طاہر سعید بھی جماعتی ورکر ہیں، کچھ عرصہ قبل ان کے والد محترم اور خالہ کی وفات ہوئی۔ ان سے بھی تعزیت کی، رات کا قیام قاری خلیل احمد سالک کے ہاں جامع مسجد محلہ قاضیاں میں رہا۔ ۲۰؍فروری صبح کے بعد درس بھی مسجد ہذا میں دیا۔

مکی مسجد شورکوٹ کینٹ میں خطبہ جمعہ:

۲۰؍فروری کا خطبہ جمعہ مکی مسجد میں ہوا، جس کا انتظام و انصرام ڈاکٹر محمد شفیق اور جناب عبدالرزاق نے کیا۔ عدنان سینٹر کے مالک جناب محمد یاسین چوہدری ہیں ہمارے استاذ جیؒ جب شورکوٹ کینٹ تشریف لاتے تو رہائش عدنان سینٹر میں ہوتی۔ جناب چوہدری محمد یاسین نے فرمائش کی کہ چائے ہمارے یہاں ہوجائے، تو چائے کے دوران انہوں نے بتلایا کہ استاذ جیؒ ایک مرتبہ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ کئی ایک علماء کرام اور مشائخ عظام کو دیکھا ہے کہ اپنے حسن خاتمہ کے متعلق فکر مند رہتے ہیں، حالانکہ ان کی خدمات اور دینی مصروفیات قبولیت کی دلیل ہوتی ہیں؟ تو استاذ جیؒ نے فرمایا کہ جس گھر میں سونا چاندی، زر و جواہر اور مال و دولت ہو تو اس میں ڈاکوؤں اور چوروں کا ہروقت خطرہ رہتا ہے، ایسے ہی جہاں دین ہو، ایمان ہو تو وہاں شیطان کا ہروقت خطرہ رہتا ہے، اس لئے مشائخ عظام ہروقت فکر مند رہتے ہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ کچھ حضرات نے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی عبارت جس میں لکھا ہے کہ نماز میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آجائے تو نماز میں خلل واقع ہوجاتا ہے، جب کسی حیوان کا خیال آجائے تو نماز میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس پر استاذ جیؒ نے فرمایا کہ اگر نماز میں آدمی کو اپنے محبوب کا خیال آجائے تو نماز رہ جاتی ہے؟ فرمایا سب سے بڑے محبوب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ کا خیال آنے سے اللہ پاک سے توجہ ہٹ جاتی ہے، حالانکہ نماز میں توجہ الی اللہ اصل اور مطلوب ہے۔

قاری خلیل احمد بندھانیؒ کی خدمات:

موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل، مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر کے خطیب، جامعہ اشرفیہ سکھر کے ناظم اعلیٰ تھے۔ ابتدائی تعلیم جامعہ اشرفیہ سکھر میں حاصل کی۔ ایک سال جامعہ قاسم العلوم فقیر والی میں بھی زیر تعلیم رہے، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی میں کیا۔ شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مفتی اعظم مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ جیسے اساطین علم کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔ دورۂ تفسیر شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ سے پڑھا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے زمانہ میں مرکزی جامع مسجد اٹک کے خطیب رہے۔ تحریک میں بھرپور حصہ لیا، گرفتار ہوئے۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، لیکن بایں ہمہ ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ ۱۹۷۵ء سے مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر کے خطیب چلے آرہے تھے، بہت ہی مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ قدرت نے انہیں حساس دل عطا فرمایا تھا۔ ساتھیوں کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھتے اور ان کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کئے رہتے۔

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے دور امارت میں ۱۹۹۸ء سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن چلے آرہے تھے اور ہر سال مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں باقاعدہ شرکت فرماتے۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں ہر سال شرکت فرماتے جمعرات ظہر کی نشست میں ان کا بیان ہوتا۔

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کی طرز پر قرآن پاک پڑھتے اور عقیدہ توحید کو وضاحت کے ساتھ بیان فرماتے اور خوب فرماتے۔ شیخ القرآن کے شاگرد رشید ہونے کے باوجود عقیدہ حیات النبی کے قائل تھے، اسے خالصتاً علمی مسئلہ سمجھتے اور اسے اسٹیج کا مسئلہ بنانے سے کتراتے۔

سال میں تین چار مرتبہ ان سے ملاقات ہوجاتی۔ سکھر جب بھی راقم جاتا تو بعض اوقات بلاتکلف ملنے چلے آتے اور اکثر راقم ان کی مسجد،گھر میں جاکر ان سے مل لیتا۔ اندرون سندھ اکثر تبلیغی پروگراموں میں ان کی شرکت ہوتی رہتی، جب بھی ملک وملت پر کوئی آفت آئی تو قاری صاحب خم ٹھونک کر میدان عمل میں اترتے اور دکھی مخلوق کی خدمت کرتے۔

بندہ کے والد محترم حاجی عبدالخالق ۱۹ردسمبر ۲۰۱۴ءکوانتقال فرماگئے،فون پر تعزیت کی۔ بعدازاں راقم سکھر کے تبلیغی دورہ پر حاضر ہوا تو بالمشافہ مل کر تعزیت مسنونہ کا اظہار کیا۔

مقامی سطح پر ختم نبوت کے کام کی مکمل سرپرستی فرماتے، بڑے سے لے کر چھوٹے مسائل میں مبلغین ختم نبوت کی راہنمائی فرماتے رہتے۔ مرکزی شوریٰ کے اجلاسوں میں تشریف لاتے تو خاموش نہ بیٹھے رہتے بلکہ کھل کر اپنی رائے کا اظہار فرماتے۔ سکھر ڈویژن میں قادیانیت سے متعلق کوئی مسئلہ ہوتا تو مسئلہ کے حل کئے بغیر اطمینان سے نہ بیٹھتے۔

تقریباً تیس سال تک جامعہ اشرفیہ سکھر کے ناظم اعلیٰ رہے۔ مہتمم جامعہ مولانا اسعد تھانوی کوان پر مکمل اعتماد تھا۔ مہتمم صاحب کئی کئی ماہ تک اگر سکھر تشریف نہ لاتے تو انہیں فکر نہ ہوتی، کیونکہ موصوف نے جامعہ کا نظم خوب سنبھالا ہوا تھا۔ جامعہ میں سال میں دوتین مرتبہ بندہ کے ختم نبوت کے حوالہ سے بیان رکھواتے اوران کی مکمل نگرانی بھی فرماتے۔ بیان کے بعد تشریف آوری کا شکریہ بھی ادا فرماتے۔

راقم الحروف کا بہاولپور کا تبلیغی دورہ:

مولانا محمد اسحاق ساقی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سینئر مبلغ ہیں۔ بہاولپور میں عرصہ چھبیس ستائیس سال سے مجلس کی طرف سے مبلغ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی دعوت پر دو روز کے لئے بہاولپور حاضری ہوئی۔ ۲۷رفروری بعد نماز مغرب جامع مسجد قبا شاداب کالونی میں دو بچوں حمزہ،اسامہ کے حفظ قرآن کی تکمیل کے موقع پر ایک تبلیغی واصلاحی پروگرام ترتیب دیا گیا۔ پروگرام کی صدارت مفتی افتخار احمد نے کی۔ نعتیہ کلام منصور احمد عنصر نے پیش کیا۔ راقم نے حفظ قرآن کے فضائل، برکات وانوارات پر خطاب کیا اور بتلایا کہ قرآن پاک دنیا،قبر،میدان محشر میں کام آنے والی کتاب ہے۔ گزشتہ سال وفاق المدارس کے زیر انتظام ساٹھ ہزار حفاظ قرآن نے امتحان دیا، جس پر سعودی گورنمنٹ کی طرف سے وفاق کو حسن کارکردگی کا ایوارڈ پیش کیا گیا۔

☆☆..............☆☆

ختم نبوت زندہ باد — اتحاد امت زندہ باد

عظیم الشان تاریخ ساز

ختم نبوت کانفرنس

انشاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

24 اپریل 2015 بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء

میانی روڈ ٹاور مارکیٹ حیدر آباد

زیر سرپرستی

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب — امیر

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالسلام قریشی

حضرت مولانا توصیف احمد

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن — امیر

حضرت مولانا محمد امجد خان

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ — فاتح قادیانیت، شاہین ختم نبوت

حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ

صاحبزادہ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد ابو الخیر محمد زبیر — صدر جمعیت علماء پاکستان

صاحبزادہ مولانا شاہ محمد اویس احمد نورانی صاحب

امیر مولانا عبداللہ فاروقی

حافظ اشفاق احمد

مختار احمد — مولانا محمد علی صدیقی — تجمل حسین

مولانا حبیب اللہ — عبدالغفار شاکر — عبدالوحید قریشی — شبیر احمد خان — مولانا تاج محمد نایبول — ڈاکٹر سیف الرحمن

LIVE سننے کے لیے www.khatme-e-nubuwwat.com

0333-3553926
0310-4146160
0301-6395200
022-3869948

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد

حطیم گرافکس گاڑی کھاتہ حیدر آباد۔ موبائل 0300-3078451